رسالہ

سنہ ۱۹۱۵ء

حیاتِ اُردو

اردو ادب (نظم و نثر) کا ماہوار مُرقع

مُرتب

مرزا اِسحٰق بیگ

مقامِ اشاعت

دفتر انجمن حیات اردو واقع پرنس روڈ مرادآباد

قیمت سالانہ عہ

فی پرچہ (۴) چار آنے

[illegible] سحق [illegible] گ [illegible] پریس مرادآباد میں چھپا اور شائع کیا



امرت دہارا کی چھوٹی سی شیشی میں شفاخانہ بند ہے

کیونکہ یہ اکیلی دوائی تقریباً ان کل امراض کا گھروں میں بوڑھوں بچوں یا جوانوں مردوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں حکمی علاج ہے۔ اس معجز نما د
کے ہر قطرہ میں شفا بھری ہے لکھوکھا انسان جنہوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہے اس کی تعریف میں یک زبان ہیں۔

تقریباً ۲۳ ہزار نے

تو لکھ کر بھی اپنے دلی شکریہ کا اظہار کر دیا ہے۔ ان لوگوں کی رائے ہے کہ کوئی جیب امرت دہارا سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ اس کے ہوتے ہوئے نہ ہر مر
واسطے مختلف ادویات کی ضرورت نہ اندرونی بیرونی کی ادویات کو علیحدہ علیحدہ خریدنے کی ضرورت سفر و حضر میں یہ اکیلی دوائی تمام تکالیف سے ب
ہے اسی واسطے تو ہزارہا شیشیاں ماہوار بک جاتی ہیں اور امرت دہارا ڈاکخانہ خاص امرت دہارا بھون میں (جو کہ ۲ لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیا
اس کے باہر بھیجنے کی خاطر محکمہ ڈاکخانہ نے کھولا ہے۔ کمیٹی نے ساتھ والی سڑک کا نام بھی امرت دہارا سٹرک قرار دیا ہے اور کئی سونے چاندی کے تم
اس کارخانہ کو مل چکے ہیں۔ انہی باتوں سے جھوٹے اشتہار بازوں نے نقلیں بھی شروع کر دی ہیں ہمیشہ دھوکے سے بچو اور اصل خریدو۔

قیمت بڑی شیشی ؏ نصف عہ نمونہ ۵

المشتہر

منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دہارا سٹرک۔ امرت دہارا ڈاکخانہ لاہور

حیاتِ اردو

نمبر ۳ و ۴	بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۱۸ء	جلد ۳

فہرست مضامین رسالہ حیات اردو مراد آباد بابتہ ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۱۸ء

آئندہ ماہ کے لیئے مصرع طرح

ہیں کمانیں راہ چلنے میں زیادہ تیرے

ملنے پر مبارکبادی جلسہ

۱۰ر فروری ۱۹۱۸ء کو باشندگان مرادآباد کا ایک عام جلسہ موتی باغ مرادآباد میں بصدارت مسٹر معظم علی بیرسٹر ایٹ لا، مرادآباد منعقد ہوا جس میں بہ تحریک نیاز مند ایڈیٹر رسالہ حیات اردو حسب ذیل مطلب کا رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا۔

"باشندگان مرادآباد کا یہ عام جلسہ گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اوسنے فرمانروائے حیدرآباد دکن کو ہز اگزالٹڈ ہائنیس کا خطاب مرحمت فرمایا اور درخواست کرتا ہے کہ وہ براہ مہربانی کسی موزون وقت پر حضور نظام دکن کو ہز مجسٹی کے خطاب سے مفتخر فرمایا جاے۔ اور یہ کہ یہ جلسہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی حضور میں تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔

محرک مرزا اسحٰق بیگ اڈیٹر رسالہ حیات اردو مرادآباد

موید مسٹر لچھمی نراین کھنہ

اس رزولیوشن کو بذریعہ تار پرائیویٹ سکرٹری حضور نظام کی خدمت میں ارسال کردیا گیا۔

ناظرین حیات اردو کی تفنن طبع کے لیئے حضور نظام کا تازہ کلام ذیل میں درج کرینگی عزت حاصل کیجاتی ہے۔

بقائے عصمت و عفت کا اک اسرار ہی پردہ

(تازہ فکر اعلیٰحضرت شہریار دکن حضور ...

حقیقت میں اٹھا سکتی نہیں طاقت کوئی اسکو | بقائے عصمت و عفت کا اک اسرار ہے پردہ
جو نادانی سے کہتے ہیں کہ پردہ ہو نہیں سکتا | حیا کہتی ہے یہ دل سے کہ کیا دشوار ہے پردہ
جو خوگر بے حجابی کے ہیں کچھ حاجت نہیں انکو | ہر اک پردہ نشین کے واسطے درکار ہے پردہ
بسر کرتے ہیں اپنی زندگی جو رہ کے پردہ میں | جو سچ پوچھو تو ان کا مونس و غمخوار ہے پردہ
نہ ہوں یاجوج ماجوج اسکے درپے کہدو اے عثمان | نہ چاٹا جائے گا وہ آہنی دیوار ہے پردہ

سید محمد علی صاحب سشن جج کی رخصتی پارٹی بار لائبریری کیطرف سے

یوں تو سید محمد علی صاحب سشن جج کی رخصتی پارٹیاں مراد آباد میں مختلف اصحاب کیطرف سے خوب ہوتی رہیں لیکن جو پارٹی بار لائبریری کیطرف سے سید صاحب کو دیگئی (گو اسمیں ہم اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے شرکت کی عزت حاصل نکر سکے) بہت کچھ شاندار ہوئی۔ اس پارٹی میں ہمارے نہایت ہی محترم مخدوم جناب بابو لعل صاحب غالب وکیل مراد آباد نے ایک قصیدہ پڑھکر سنایا تھا جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اسکو دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

به اخلاق تو پنہاں راز اعجاز مسیحائی | ز الطاف تو پیدا دست جود حاتم طائی
به ہر لفظ تو تسخیر خلائق از شکر خائی | به ہر کار تو تالیف قلوب است علت نائی
به گلریزی دیار افشانی نخل نوازشہا | کرم ہائے تو مارا کرد دل دادہ و شیدائی

به جان سوزی خدا ترسی و دینداری و حق کاری — به صدقِ دل همی کوشی به راه عدل پیمائی
به اجلاسِ تو از رعب جلالت سرنگوں مانند — سرِ هر سرکش شوریده سر مغرور یکتائی
زشانِ ارفع تمکیں اجلاست چناں مانند — که کیواں مے کند بر چرخ هفتم جلوه فرمائی
اگر نوشیروانِ وقت گویندت روا باشد — عدالت بر تو نازد تو بر اے عدل زیبائی
ندانم ارچه باعث ترک سر و بن تو شد لازم — که زیب گر ترا گویم گل گلزار رعنائی
به موئے اسود و قدِ سہی و چشم صهبائی — به باغ حُسن رشک سنبل و شمشاد و شہلائی
مه نو کشتی مے آورد زهره شود رقصاں — به بزم شب نشیناں چوں بساطِ عشرت آرائی
ترا عزت نه از سروس بدے کز جوہر ذاتی — سریر آرائے بزم عظمت و اجلال آبائی
زریحِ خود پرستی دور با اخلاقِ مہر آگیں — نشاط خاطرِ احباب و قدر خویش افزائی
شکسته خاطر اغیار از دردِ فراقِ تو — چناں مانند دل احباب را صبر و شکیبائی
کنم ختم ستائش بر دعا و مختصر سازم — که افضال تو بالاتر ز روحِ عقل و دانائی
رفیق دوستانت دولت و اقبال و جم جائی — نصیب دشمنانت بیکسی و بے سر و پائی

کلکته کا یادگار مشاعره

۲۲ مارچ گذشته کو به تقریب نوروز نواب نصیر الممالک مرزا شجاعت علی خاں بهادر قونصل دولت علیه ایران کے دولت کده پر جناب محتشم الیه کے خویش مانوس الدوله بهادر کی طرف سے ایک بزم مشاعره منعقد ہوئی جس میں کلکته

قصیدوں پر پچاس اور تیس روپیہ کے دو مختلف انعام بھی مقرر کیے گئے تھے چنانچہ بیرونجات سے بھی اکثر قصاید آئے تھے جو تنگی وقت کی وجہ سے سب نہ پڑھے جا سکے۔ شعر خوانی شروع ہونے سے پہلے نواب نصیر الممالک بہادر صدر جلسہ نے نوروز کے متعلق ایک مختصر تقریر فرمائی اور چند اشعار وقت کی مناسبت سے ارشاد فرمائے۔ پھر قصیدہ خوانی شروع ہوئی جس کا سلسلہ شب کے گیارہ بجے تک رہا جتنے قصاید پڑھے گئے اون میں مرزا ثاقب صاحب آغا شاعر صاحب۔ حکیم رعب صاحب۔ اور مولانا وحشت صاحب کے قصاید خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ مقاصدہ کے بعد مشاعرہ شروع ہوا۔ خوب خوب غزلیں ہوئیں۔ آغا شاعر صاحب کی غزل نے نہایت رنگ دیا۔ اون سے اور مرزا ثاقب صاحب سے فرمایش کر کے غیر طرح غزلیں بھی اخیر میں پڑھوائی گئیں شب کے تین بجے یہ پر لطف صحبت ختم ہوئی۔ اگرچہ کلکتہ میں مشاعرے اکثر ہوتے رہتے ہیں مگر یہ مشاعرہ اپنی نظیر آپ تھا۔

حیدر حسن نشاط

رسالہ حیات اردو کی آیندہ اشاعت میں یہ تمام غزلیات اور قصاید درج کیے جائینگے

اڈیٹر

آنریبل ڈاکٹر سر سندر لعل صاحب آنجہانی کی وفات پر مسلم دار المطالعہ مراد آباد میں

تعزیتی جلسہ

بوقت شام بصدارت آنریبل پنڈت راد ہاکشن داس صاحب وکیل مرادآباد منعقد ہوا جس میں حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) باشندگان مرادآباد آنریبل سر سندر لعل صاحب کی وفات حسرت آیات پر اپنا عمیق رنج والم ظاہر کرتے ہوئے آنجہانی کی وفات کو ملک کے لئے ناقابل تلافی نقصان سمجھتے ہیں۔

محرک جناب مولوی محمد عبدالسلام صاحب رئیس ومیونسپل کمشنر

موید بابو شانتی پرشاد صاحب وکیل

(۲) باشندگان مرادآباد آنجہانی کی غمگین بیوہ لیڈی سر سندر لعل اور اون کے بھائیوں پنڈت بلدیو رام و پنڈت کنہیا لعل صاحبان سے اپنی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

محرک مسٹر معظم علی بیرسٹر

موید مسٹر لکشمی نراین وکیل۔

سکریٹری مسلم دارالمطالعہ نے صدر صاحب اور حاضرین جلسہ کی تشریف آوری کا شکریہ کیا اور جلسہ برخواست ہوا۔

ساہو نواری لعل صاحب میونسپل کمشنر

ہمارے مخصوص احباب یہ سنکر خوش ہونگے کہ ہمارے کرمفرما جناب ساہو نوار لعل

کبھی اپنا دوسرا مکان تعمیر فرمائینگے تو بغیر مٹھائی کے مطالبہ کے چھجہ نکالنے کی اجازت ملجائے گی۔ ہم اپنے کرمفرما کو اس حصول ممبری پر مبارکباد کہتے ہوئے ایک قطعہ پیش کرتے ہیں۔

صدف کو ملا گوہر بے بہا	یہ چرچے زمانے میں گھر گھر ہوئے
مبارک کہ اب ساہو بنوارلعل	میونسپل کمیٹی کے ممبر ہوئے

مسلم دار المطالعہ اور ڈسٹرکٹ بورڈ مرادآباد

بہی خواہان مسلم دار المطالعہ مرادآباد بہولے ہونگے کہ گذشتہ مہینوں میں سکرٹری مسلم دار المطالعہ نے (یہ دیکھتے ہوئے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ مرادآباد برٹش انڈین ایسوسی ایشن مرادآباد کو ایک معقول امداد دیتا ہے) ڈسٹرکٹ بورڈ سے درخواست کی تہی کہ مسلم دار المطالعہ مرادآباد کو جو برٹش انڈین ایسوسی ایشن مرادآباد کے مقاصد کے مطابق ہی اپنے مقاصد رکھتا ہے امداد دیجائے۔ درخواست ہذا پر پانچ ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ (دو ہندو اور تین مسلمان اور جسمیں دو وایس چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ ہیں) نے سفارش کی تہی۔ نیز ان ممبران کے علاوہ ایک آنریبل دو خان بہادر ایک رائے بہادر اور کئی آنریری مجسٹریٹ صاحبان نے سفارش فرمائی تہی۔

مزید براں یہ امر بہی قابل غور ہے کہ سکرٹری صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ جو ایک بہترین

کی خانہ پری کرنا باقی ہے درخواست پیش ہوکر موعودہ ماہانہ امداد منظور ہوہی جائیگی۔

لیکن بہی خواہان مسلم دار المطالعہ یہ معلوم کرکے متعجب ہونگے کہ سکرٹری مسلم دار المطالعہ کو بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۱۸ء ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفتر سے تحریری اطلاع موصول ہوئی کہ اوسکی درخواست دربارہ عطاء امداد مسلم دار المطالعہ بورڈ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۵ مارچ ۱۹۱۸ء میں نامنظور کردی۔

ہم متلاشی تھے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ نے مسلم دار المطالعہ جیسے مخصوص علمی انسٹیٹیوشن کو امداد دینے سے کن مناسب وجوہ کی بنا پر انکار کیا ہے۔ ہم مشکور ہیں اپنے مقامی ہمعصر اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے آرگن "ڈسٹرکٹ گزٹ" کے جس نے اپنی ۱۵ اپریل ۱۹۱۸ء کی اشاعت میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے اجلاس منعقدہ ۵ مارچ ۱۹۱۸ء کی روئداد شائع کرکے سکرٹری مسلم دار المطالعہ کی درخواست کی وجہ نامنظوری اس طرح ظاہر کی ہے۔ "درخواست .... سکرٹری مسلم دار المطالعہ بدیں استدعا کہ ریڈنگ روم موسومہ دار المطالعہ جو متصل جامع مسجد مرادآباد واسطے فائدہ عام کے واقع ہے اوسکے اخراجات و ترقی کے لئے کچھہ امداد منظور فرمائی جاوے چونکہ ریڈنگ روم مذکور اندر حدود چنگی واقع ہے اسلئے یہ امداد ڈسٹرکٹ فنڈ سے دیا جانا مناسب نہیں ہے۔

پیش ہوکر تجویز ہوئی کہ یہ امداد ڈسٹرکٹ بورڈ سے دیجانی مناسب نہیں معلوم ہوتی"

برٹش انڈین ایسوسی ایشن خوش قسمتی سے حدود چنگی سے صرف چند

مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے

افسوس بانیان مسلم دار المطالعہ سے چوک ہو گئی کہ اونہوں نے مسلم دار المطالعہ کو شہر میں بالخصوص جامع مسجد کے متصل لب دریا قایم کر کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے کیوں دلچسپ کر دیا۔ بہتر تھا کہ وہ اسے ہرتلہ یا مینا ہیر مین حدود میونسپلٹی سے باہر قایم کرتے تا کہ ڈسٹرکٹ بورڈ چند روپیوں سے اوسکی مدد تو کر دیتا۔

سمجھدار علم دوست طبقہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے اس عجیب فیصلہ پر ڈسٹرکٹ بورڈ کو کسی طرح مبارکباد نہیں کہہ سکتا۔

لیکن یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے جو درحقیقت قابل غور ہے۔ ایک علمی انسٹیوشن کی امداد کے تئیے درخواست کیجاتی ہے جس پر چند ممبران بالخصوص ایک ہندو ایک مسلمان وائس چیرمین کی سفارش ہوتی ہے ایک آنریبل کئی خان بہادر رائے بہادر اوسکی تائید کرتے ہیں کسی نہ کسی طرح سکریٹری صاحب بھی درخواست کی منظوری کے موید ہوتے ہیں سب ہی کچھ ہوتا ہے مگر جب وہ درخواست ایک سرکاری چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ کے سامنے جاتی ہے۔ ممبران بورڈ کے لبوں پر مہر سکوت لگ جاتی ہے آزاد خیال وائس چیرمین خاموش ہو جاتا ہے اور مآل کار یہ ہوتا ہے کہ درخواست ایک مہمل سبب کیوجہ سے نامنظور ہو جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوا!

شاندار مشاعرہ

میر مجلسی عالی جناب سید جواد حسین صاحب منصف مراد آباد فرمانے والے تھے
مگر افسوس ہے کہ ایک مخصوص وجہ سے تشریف نہ لا سکے لیکن ہمیں مسرت
ہے کہ اس نازک موقع پر جبکہ منتخب شدہ میر مجلس صاحب تشریف نہ لا سکے
تھے جناب بابو لعل صاحب غالب وکیل مراد آباد نے کارکنان انجمن کی دستگیری
فرما کر مشاعرہ کی میر مجلس قبول فرمالی۔

مشاعرہ میں بیرونی شائقین اور شعراء بالخصوص عالیجناب منشی واحد علی صاحب
ابر لکھنوی اور مولانا احمد علی صاحب شوق قدوائی نے تشریف لا کر کارکنان انجمن
کو یہ عرض کرنے کا موقع مرحمت فرمایا

ز قدر و قیمت سلطان نہ گشت چیزے کم
کلاہ گوشۂ دہقان بہ آفتاب رسید

مجلس مشاعرہ ہر طرح بارونق تھی لیکن شائقین کی آنکھیں شمس العلماء
خان بہادر مولانا محمد یوسف صاحب رنجہ جعفری چیف مولوی بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ
کو تلاش کر رہی تھیں جو افسوس ہے اپنی مخصوص مصروفیتوں کی وجہ سے رونق
افروز مراد آباد نہ ہو سکے تھے جس کا افسوس تمام حاضرین کو رہا۔

مجلس مشاعرہ میں خوب خوب کلام حسب ذیل طرح

"ہماری چاہ کا اُس کو بت کو اعتبار نہیں"

پر سنائے گئے۔ حضرت ابر اور حضرت شوق نے کلام غیر طرح بھی سنایا
جس سے تمام حاضرین بہت کچھ محظوظ ہوئے۔ یہ تمام کلام آئندہ پرچہ میں
شائع ہوگا

مجھے جو صدر نشینی کی آبرو بخشی
غلام ہوں مجھے تعمیل میں تو عار نہیں
ولیک ہے یہ گرانمایگی اہل سخن
یہ مری قدر نہیں یہ مرا وقار نہیں

خدنگ ناز سے وہ قتل عام کرتے ہیں
انہیں ضرورت شمشیر آبدار نہیں

معذرت

کئی ماہ سے معذرت کرتے کرتے ہم خود تھک گئے لیکن رسالہ کی اشاعت میں گڑبڑ پیدا کرنے والے اسباب (ناخواندہ مہمان) آتے آتے نہ ٹلکے - بہرحال اب تک جو ہونا تھا وہ ہو لیا اس پرچہ کو ماہ مارچ اور اپریل سنہ ۱۹۱۸ء دونوں کا سمجھ لئے آئندہ ماہ مئی کا پرچہ اسکے بعد حاضر ہوگا اور انشاءاللہ وقت معینہ پر حاضر ہوتا رہیگا

انتقال پرملال

افسوس ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب مولوی مرزا طاہر بیگ صاحب طاہر مرادآبادی کی زوجہ محترمہ کا بتاریخ ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء انتقال ہوگیا - ہمیں اس حادثہ جانکاہ میں جناب مولوی صاحب ممدوح سے دلی ہمدردی ہے

مجادلہ حسنہ۔ اس نام سے ۴۲ صفحہ کی کتاب ناظمان انجمن تائید الاسلام مراد آباد اور انجمن اشاعت الاسلام امروہہ نے شایع کی ہے۔ اس مختصر کتاب میں امروہہ کے اوس مناظرہ کی کیفیت درج ہے جو جناب مولانا مولوی مرتضے حسن صاحب مدرس اول مدرسہ امدادیہ مراد آباد اور بابو رام چندر صاحب دہلوی کے درمیان بمقام امروہہ ہوا تھا۔ کتاب قابل دید ہے۔ مضامین کی خوبی۔ لکھائی چھپائی بہی عمدہ ہے انجمن تائید الاسلام مراد آباد یا جناب حاجی ریاض الدین احمد صاحب ناظم انجمن اشاعت الاسلام امروہہ سے ۲/ کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیے۔

گلزار عروض نام کا ایک ماہوار رسالہ چھاونی بنگلور سے زیر ترتیب جناب ایم۔ اے آر اجمل مالک و مہتمم رسالہ شایع ہوتا ہے رسالہ میں عمدہ عمدہ کلام چھاپا جاتا ہے۔ لکھائی چھپائی بہتر ہے لہ اس قسم کی تمام رسائل اردو کی ترقی کیلئے شایع کئے جاتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ خود اُن کے مرتبین اپنے ناموں کے ساتھ ہی انگریزی حروف استعمال کرتے ہیں جو درحقیقت زبان اردو میں ایک بیجا ٹھونس ٹھانس ہے رسالہ قابل دید ہے ۲۵۸ کیاولری روڈ کر اس چھاونی بنگلور طلب فرمائیے قیمت سالانہ عہ۹

گلشن لاہور۔ اس رسالہ پر ہم ریویو کر چکے ہیں۔ ابکی مرتبہ بہار نمبر نہایت شان کے ساتھ شایع ہوا ہے مضامین نظمیں غزلیات۔ ناول لطیفہ وغیرہ کا بہت عمدگی سے اضافہ کیا گیا ہے۔ اڈیٹر صاحب نے اپنی تصویر بھی لگائی ہے۔ رسالہ عمدہ ہے

حصہ

ہزاروں اُٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے محفل کی

جناب منشی ظہور الحسن صاحب اظہر شاگرد رشید جناب برباد مرادآبادی

مجھے بھی کھینچ کر لیجائے یارب آرزو دل کی	درِ پُرنور پر اُمید بر آتی ہے سائل کی
چلے جاتے ہیں اب سمتِ مدینہ قافلے سارے	ہمارے حال پر روتی ہے حسرت پھوٹ کر دل کی
یہ مانا نحن اقرب کہہ کے تم پردہ میں جا بیٹھے	ہمیں تو پڑ گئی سہنی مصیبت حدِ فاصل کی
میں کب تک خاک اُڑاؤں کفر کی بستی میں یا مولا	یہ کیوں برباد کی مٹی بتاؤ تو مری گل کی
شریعت سے طریقت اور حقیقت سے رہِ وحدت	وہی اچھا ہے جس نے طے اسے منزل بمنزل کی
اُٹھا دو پردۂ غفلت اُٹھو ہشیار ہو جاؤ	خبر تارِ نفس دیتا ہے ہر دم اپنی منزل کی
جگر میں زخم ہیں داغِ محبت ہیں کلیجہ پر	کسی پر شیفتہ ہو کر یہ دولت میں نے حاصل کی
الٰہی دم اگر نکلے تو نکلے اُن کے روضہ پر	تمنا ہے یہی میری یہی ہے آرزو دل کی
طفیلِ شافعِ محشر الٰہی آبرو رکھنا	بہت مشکل سے کٹتی ہے مصیبت پہلی منزل کی
میں مداحِ شہنشاہِ دو عالم ایک ہوں اظہر	حقیقت کیا مرے آگے بھلا سحبانِ وائل کی

جناب محمد اختر حسین صاحب اختر تلمیذ جناب ڈاکٹر شوکت حسین صاحب

نہ دیکھی آج تک چلتی ہوئی شمشیر قاتل کی	اسی حسرت میں ہم تو مر مٹے دل میں رہی دل کی
تجھے کیونکر سنائیں ہم شبِ فرقت کی بیتابی	تجھے کیونکر دکھائیں او ستمگر حالتیں دل کی
یہ حسرت ہے شہیدِ ناز کہلاؤں قیامت میں	الٰہی آبرو بالا رہے بازوئے قاتل کی

وہ فرماتے ہیں اختر میں نے ملنے کو جو بلوایا

احبّا کر چکے رو رو کے جب تکفین بسمل کی — کلیجہ پیٹ کر صلوات میت سب نے حاصل کی
ہوئی پوری ہزاروں دشمنوں کی آرزو دل کی — کفن میں رکھ کے سب بولے عروسِ تیغ قاتل کی
مبارک پہلی شب دولہ دلہن کو پہلی منزل کی

یہ کہہ کر وادیٔ غربت میں جانِ ناتواں ہلکی — اُٹھیں کیسے سفر میں سختیاں طوق و سلاسل کی
ہوئی اب شام مشکل بھی ہوئی آساں نہ مشکل کی — شکستہ پا کمر ٹوٹی ہے ہمت پست ہے دل کی
کروں جادہ شناسی کیا رہِ غم تیری منزل کی

دم دعوائے خوں محشر میں برپا تھا نیا محشر — لہو روتا تھا میری بیکسی پر دیدۂ خنجر
بگاڑی بات میری خود ہی زخمِ تن نے ہنس ہنس کر — مری عرضی قیامت میں ہوئی جب داخل دفتر
زباں اک ہاتھ چھاتی بڑھ گئی دو ہاتھ قاتل کی

اسی بحرِ فنا سے ناخداؤں کو کنارا ہے — ہزاروں آشناؤں کا اسی میں غرق بیڑا ہے
حبابوں نے اسی کے گھاٹ پہ سر اپنا پھوڑا ہے — ہمارا کاروانِ دل اسی قلزم میں ڈوبا ہے
ترا چاہِ ذقن بھی شاخ ہے اک چاہِ بابل کی

اُدھر یکتائی میں بٹہ ادھر دشوار ہے جینا — وہاں بھی دل میں ہے کینہ یہاں بھی دل میں ہے کینا
نہ یہ جائے نہ وہ جائے لہو دونوں طرف پینا — بڑی ہی فکر دشمن کی بڑی ہی فکر آئینا
اُسے لینے مقابل کی مجھے اپنے مقابل کی

مرے گھر ایلچی پیغام لیکے جو بھی آتے ہیں — سٹھاتا ہوں تو ظالم دور سے آنکھیں دکھاتے ہیں
اگر جاتا ہے خط میرا تو وہ پُرزے اُڑاتے ہیں — وہاں دشمن کے روزانہ لفافی بند جاتے ہیں
یہاں پڑھتی ہے خود اپنا لفافہ بیکسی دل کی

جوانی کا نشہ ہے اور دن ہیں اُٹھتے جوبن کے
کھلائیں یا خدا تازہ شگوفے خار گلشن کے
اگر کھولوں ہوں منہ اپنا تو ہیں سامان مدفن کے
چنیں کلیاں جو وہ غنچہ دہن باغوں میں دشمن کے

الٰہی برق غم بن جائے یہ تنگی مرے دل کی

ہوائے موج خشکی توڑتی ہے پسلیاں میری
کدھر ڈالیگا سیلاب مخالف ہڈیاں میری
کنارہ ڈھونڈھتی پھرتی ہے جانِ ناتواں میری
کہاں ڈالیگی لنگر کشتیِ عمر رواں میری

ڈبو دیں تک بہا دیں بحرِ غم نے اپنے ساحل کی

اسیری میں بھی یاد زلف و رخ نے راتدن لوٹا
سنبھل پائے جنوں تیرا نصیبہ دیکھ پھر پھوٹا
مگر رشتہ نہ ان دو دشمنوں سے آج تک ٹوٹا
ابھی جوڑا کھلا اُن کا ابھی زنداں سے میں چھوٹا

ابھی بیڑی کٹی پھر اب اُٹھی وحشت سلاسل کی

وہی بس جان سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دل پر ہوں
وہی کچھ مان سکتا ہے یہ چوٹیں جسکے دل پر ہوں
اُسے ہر آن سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دل پر ہوں
وہی پہچان سکتا ہے یہ چوٹیں جس کے دل پر ہوں

نہ تم بربادیو پوچھو کیا ہے کیفیت مرے دل کی

جناب منشی محمد حسین صاحب بجر شاگرد مولانا شباب مراد آبادی

ہوئی جاتی ہے حالت اور ابتر چارہ گر دل کی
سونگھا دے زلف ہی اس کو کسی زہرہ شمائل کی

ہم ہی نے قتل گہ میں سرخرو کی تیغ قاتل کی
ہم ہی نے لذتِ شوق شہادت مشکل حاصل کی

ہوئیں یوں روبرو چوٹیں مقابل سے مقابل کی
اُدھر وہ آئینہ رو تھا اُدھر تصویر تھی دل کی

نہ ہو جب شمع محفل بزم میں پھر بزم ہی کیا ہے
جہاں ہیں صاحب محفل ہی سے رونق ہے محفل کی

نہ پہنچیں اُن کے کانوں تک صدائیں عرش تک پہنچیں
الٰہی کیا اثر الٹا دکھایا آہ نے دل کی

[illegible]

جنابِ بجر کی آٹھوں پھر اب تو دعا یہ ہے
الٰہی آبرو رکھنا بروز حشر قاتل کی

جناب منشی شیام لال صاحب بسمل مرادآبادی (مذاق) بسمل

قسم کہا کر یہ کہتا ہوں ترے رخسار کی تل کی
ترے پیچھے سیاہی لگ رہی ہی روغنِ گل کی

تمہاری بیٹھنے سی میریہاں رونق ہی محفل کی
جو تم اُٹھ جاؤ گے حالت بری ہوگی مرے دل کی

رہو تم اک طرف ہوکر ملو دشمن سے یا مجھ سی
خوشی کرنا بہت مشکل ہی میری جان دو دل کی

فراق یار میں دو دن سی حالت غیر ہے اپنی
نہیں سنتا کوئی بھی داستاں دل سی مرے دل کی

کیا ہاتھوں سی نقشہ چاک پھینکا گھاس پر خسرہ
جو آئی یاد صورت کھیت پر اُس ماہ کامل کی

اُٹھو کھیلو ہنسو بولو کرو اٹکھیلیاں باہم
کبیدہ کیوں ہو صورت دیکھ کر مد مقابل کی

نمک پاشی کو لایا ہی نمک اب اور بھی قاتل
کہ ہو جس سی ترقی پر ترقی زخم بسمل کی

جناب ملا محمد حسین صاحب ثریا شاگرد حضرت شباب لسان الہند ثریا

فلک پر قوس کو دیکھا تو مجنوں خلق سی بولا
یہ کیسی گوٹ ہی دیکھو مری لیلیٰ کے محمل کی

لڑا کو بزم میں آنکھیں چراتے ہو نگاہیں کیوں
یہ لڑتی ہیں تو لڑنے دو لڑائی ہے مقابل کی

جو تم اپنی خوشی سے آکے بیٹھے ہو مری بر میں
یہی ہے دیکھ لو تاثیر میرے جذبۂ دل کی

جگر کو تھام کر تڑپے پڑھا خط کو مرے جبدم
لکھی تھی میں نے حالت خوب اپنے مضطرب دل کی

غزل لکھی چمکتی فیض ہے لسان کا بیشک
ثریا روشنی اُس طبع روشن سے یہ حاصل کی

جناب مرزا احمد شاہ بیگ صاحب جوہر مرادآبادی یادگار تسلیم مرحوم جوہر

زبوں حالت ہوئی مرہم سے زخم مرغ بسمل کی
بدن میں آگئی جان دیکھکر شمشیر قاتل کی

نظر ملتی نہیں میری نظر سے آج قاتل کی
کماں پھر چڑھ گئی شاید کسی مد مقابل کی

[illegible]

شرارے سنگ میں ہر گز نہیں یہ خوں کے قطرے ہیں
بتوں کو بھی تمہارے غم میں بیماری ہوئی سل کی

جو دیکھی سخت جانی اور جھنجلا کر دیا چپر کا
بگڑ جانے سے قاتل کے بن آئی مرغ بسمل کی

چھنک سے گھونگرو کی جان آجاتی ہے مردوں میں
صدائے صور گویا بن گئی پازیب قاتل کی

بہار آئی ہے مستو پھر گلِ گلشن ہے جوبن پر
ہوئی ہے رنگ پاشی باغ میں خونِ عنادل کی

رقیبوں میں شروعِ شام سے تا صبح پھرتا ہے
اُڑائی ہر روش اُس مہر وش نے ماہ کامل کی

تڑپتا ہوں برنگ مرغِ بسمل عید کا دن ہے
لپٹ جائے گلے سے یار نکلے آرزو دل کی

شب وعدہ سرِ شام آگئی نیند اُن کو اے جوہر
نہ نکلیں خفتہ بختی سے تمنائیں مرے دل کی

رامی

جناب چودھری بابو رام سرن صاحب رامی شاگرد مولانا شباب لسان الہند

خوش آئی زلف پر خم جب سے اک بے رحم قاتل کی
ضرورت مجھ کو بیڑی کی نہ حاجت ہے سلاسل کی

نہ کھٹکا باغباں کا ہو نہ کچھ صیاد کی دہشت
تو فصل گل میں ہوں سب دور تکلیفیں عنادل کی

بنایا اُس بتِ عیار کو رام اپنا اے رامی
بہت مشکل سے امیدِ دلی اب ہمنے حاصل کی

سرور

جناب ڈاکٹر غلام سرور صاحب سرور مرادآبادی

گلستاں میں وہ کیا فریاد سنتے ہیں عنادل کی
تڑپ جاویں اگر سُن لیں کہانی حضرت دل کی

مرے قبضہ سے باہر ہو کے پہلو میں مچلتے ہیں
بڑھی وحشت میں ایسی بیقراری حضرت دل کی

ملے زہرہ جبینوں سے تو اے دل پوچھ لے پہلے
اسیران محبت سے مصیبت چاہ بابل کی

گِلِ مدفن کو روندا ہے کلال مست صہبا نے
عجب کیا مے کشوں میں قدر ہو جاوے مری گِل کی

مذمت زاہدا رندوں کے منہ پر یہ سمجھ لینا
مٹا دیتا ہے ہستی دل جلا ہمزاد عامل کی

جلال

جناب جلال الدین خانصاحب جلال مرادآبادی

غضب ہی سخت جانی دیکھ کر مقتل میں بسمل کی — گلے پر چلتے چلتے رک رہی شمشیر قاتل کی

ارادہ ہے ہمارا بھی نکالیں حسرتیں دل کی — بڑی شہرت سنی ہے آج کل شمشیر قاتل کی

یہی کہہ کہہ کے اُس ظالم نے سینہ چاک کر ڈالا — نہ رہ جائیں کہیں دلمیں کسی کی حسرتیں دل کی

یہ خونِ بے گناہی بھی کچھ ایسا رنگ لایا ہی — قیامت میں نظر نیچی ہوئی جاتی ہے قاتل کی

بنا ہوں آج کل لذت کش دردِ دل آزاری — ستاتی ہیں مجھے سو سو طرح سے حسرتیں دل کی

چلا تھم تھم کے خنجر حلق پر رک رک کے دم نکلا — مری دشواریوں نے خوب ہی آسان مشکل کی

ہوئی داغِ جگر افسردہ پھر بھی گل سے بہتر ہیں — خزاں میں بھی وہی رونق ہے اب تک گلشن دل کی

وہ گل اِس شان سے آیا چمن کی سیر کو شوکت — اُڑائی بلبلوں نے قہقہے غنچوں نے کھل کھل کی

جناب قاضی حکیم مولوی احمد حسین صاحب شباب لسان الہند

خدا پر منکشف ہے سب حقیقت حق و باطل کی — نظر ہے رائی رائی پر خبر ہے اُسکو تل تل کی

پہنچکر عرش پر اللہ کے پیارے نے منزل کی — یہ پایا کس نے پایا ہے یہ رفعت کس نے حاصل کی

لکھی نعتِ محمد کر لیا جنت کو گھر اپنا — شباب شاد قسمت منزلت یہ خوب حاصل کی

نکالی خوب حسرت جس نے وقتِ ذبح قاتل کی — بڑی اللہ اکبر اس قدر ہمت تھی بسمل کی

قدم اُٹھنے نہیں پاتے دیارِ یار میں کیونکر — الٰہی راہ کیا دشوار ہے الفت کی منزل کی

حقیقی جلوہ جب دیکھیں لڑیں شیخ و برہمن کیوں — سب اک پل بھر میں کھلتی ہے حقیقت حق و باطل کی

ہوا بند آنا جانا جبکہ دونوں کا دبستاں سے — تو مجنوں کے لیے لیلیٰ بہت تڑپی بہت بلکی

کیا حق نے مجھے ناحق بہت بے پیر کا عاشق — جو مائل کی بھی تو پھیری طبیعت کس نے مائل کی

خفا ہو باغباں صیاد ہو دشمن عدو گلچیں — چمن میں کون دے پھر داد فریادِ عنادل کی

میں وہ مجنوں ہوں لیلیٰ ہی مری آنکھوں کے پردہ میں
نہ حاجت قصر کی اُس کو نہ کچھ پرواہ محمل کی
شباب اکثر جوانی میں ظرافت آہی جاتی ہی
نہ گھبرا نابت چالاک میں عادت ہی چلبل کی

جناب محمد اسمٰعیل صاحب صؔ شاگرد جناب برباد مرادآبادی

ذرا بھی بھر کے جی صورت نہ دیکھی اپنے قاتل کی
تہ شمشیر بھی حسرت نہ نکلی ہائے بسمل کی
تری اس شانِ یکتائی کے صدقے کیوں نہ عالم ہو
ہزاروں اُٹھ گئے رونق وہی باقی ہی محفل کی
کہیں برقِ ستم بنکر گری مجنوں کی ہستی پر
کہیں لیلیٰ ادا بن کر چلی شمشیر قاتل کی
کوئی ہمدم بھی اے صؔ نہیں جو اس کو کفنائے
ستم ہی آج بے گور و کفن ہی نعش بسمل کی

جناب حاجی محمد صدیق صاحب صدیقؔ تلمیذ جناب جوہرؔ

محبت ہی جو حضرت کے رخِ زیبا شمائل کی
گُلِ فردوس کی صورت شگفتہ ہی کلی دل کی
تصور ہے مجھے دن رات اُس کالی کملیا کا
نظر کے سامنے ہر وقت ہی سورۂ مزمل کی
مقابل مہرِ یثرب کی ضیاء میں حسن معاذ اللہ
یہ مُنہ مہرِ منور کا یہ صورت ماہ کامل کی
پکارے جائینگے محشر میں ہم مدح سراؤں میں
ہمارے واسطے طیار حق نے خلد منزل کی
بروزِ حشر حق نے خلد میں داخل کیا ہم کو
یہ دولت مدح حضرت کی بدولت ہمنے حاصل کی
نظر آجاتے ہیں صدیقؔ دن میں مجھکو سیارے
صفت لکھتا ہوں جب میں اُس رُخِ پرنور کے تل کی

جناب منشی سید آل احمد صاحب طربؔ سرسوی تلمیذ جناب خورشید لکھنوی

نہ سہم او ترک بیتابی سے اپنے نیم بسمل کی
نکلتی ہے تڑپتی ہی تڑپتے آرزو دل کی
خبر پردے میں بھی تمکو ملی بیتابیٔ دل کی
مرا تارِ نفس دیتا رہا پیغامِ لاسلکی
پسِ قتل اس طرح ظاہر ہوئی ہی بیکسی میری
ٹپکتی ہے ندامت۔ آبِ خنجر ہوکے قاتل کی

جلایا آہ سوزاں نے بجھایا چشم گریاں نے | مٹا دی آرزو دل کی ڈبو دی آبرو دل کی
ضیا افگن ہو پتلی کی طرح اوسکی عشرت | بنا ہی حجلۂ چشم تصور شکل محمل کی
جو دیکھا زیر مشق ناز۔ ہنگام جفا کاری | گلے مل مل کے مجھ سے خوب روئی تیغ قاتل کی
تڑپ جاؤ گے سنگر اس جگہ کی جلوہ آرائی | پسند آئی زمیں پریوں کو کھاسی جنیتا ہل کی
مثال ماہ نو بڑھتی رہی دیدار کی حسرت | تری فرقت نے الفت اور میرے دل میں کامل کی
اسی دست کرم کی مہر بیٹھی ہے مرے دل پر | انگوٹھی جس نے ہنگام عبادت نذر سائل کی
غم شبیر نے جنت میں پاک و صاف پہنچایا | نوشت فرد عصیاں اے طرب اشکوں نے زائل کی

جناب منشی احمد دراز خاں صاحب عاجز عطائی پوری تلمیذ جناب نوح

بھلا آسان پھر کیا خاک ہونگی مشکلیں دل کی | کہ قاتل ہے ابھی ناداں چھری ہے کند قاتل کی
ہمیں خوش آ نہیں سکتی فضائے گلشن جنت | کچھ ایسی ہم نے لوٹی ہیں بہاریں تیری محفل کی
لگا دی کاش تیری تیغ براں گھاٹ پر قاتل | ہے میری کشتی عمر رواں محتاج ساحل کی
ہمیشہ گلرخوں کے غم میں خون دل اگلتا ہوں | شب فرقت سی بیماری مجھے پیدا ہوئی سل کی
دعائیں میں دیا کرتا ہوں ہر دم اپنے قاتل کو | کہ جس نے قتل گاہ ناز میں آسان مشکل کی
پیا ہے جام وہ ہم نے مئے عشق و محبت کا | قیامت تک نہ جائیگی ہماری بیخودی دل کی
اٹھاؤ تو ذرا تم امتحاں کے واسطے خنجر | ابھی کھل جائیگی قلعی عدو کے زعم باطل کی
ستم ہی قہر ہے دو گز کفن بھی بار تھا ان پر | سر مقتل یونہی عریاں پڑی ہے لاش بسمل کی
نہ کچھ رنگیں بیانی ہے نہ کوئی بات اے عاجز | طبیعت اس غزل سی شاد ہو کیا اہل محفل کی

جناب شیخ علی بخش صاحب علق شاگرد ابو المیثاق برباد مرادآبادی

جناب احمد علی صاحب فلک

ادھر تو خوں بہانے کو کھنچی ہے تیغ قاتل کی / اُدھر مجرم کی گردن پر گھڑی آئی ہے مشکل کی

سر مقتل سبھی ہیں سرنگوں حالت پہ بسمل کی / قیامت کیوں نہ برپا ہو کھلی باچھیں ہیں قاتل کی

شریعت معرفت رکھی رہیگی اے دلِ ناداں / نظر پڑ جائیگی جسدم کسی درویش کامل کی

سحر تک اے فلک ناکام رکھا اُس پریوش نے / تمنا گو شب راحت بہت کوشاں رہی دل کی

جناب شکور حسین صاحب قیس رئیس مینڈھو

یہی ہر آرزو دل میں یہی ہے آرزو دل کی / کہ دیکھوں محفلِ خلوت میں شکل اُس ماہ کامل کی

تڑپتا کیوں ہے تو پہلو میں آخر کچھ تو باعث ہو / دلِ مضطر بتا دے بات مجھ کو اپنی تو دل کی

پھنسا ہوں بے طرح دریائے غم کی موج طوفاں میں / نہ تنکے کا سہارا ہے نہ ہے اُمید ساحل کی

دہن غنچہ سا ہے نازک کمر ہے چال متوالی / نشانی یاد رکھ یہ نامہ بر اُس ماہ کامل کی

بہار آتے ہی کیوں جانے لگے اے قیس صحرا کو / ہوئی پھر فکر کیا تم کو کسی لیلائے محمل کی

جناب مرزا نظام الحسن صاحب قابل

نکل جاتیں جو اشک یاس بنکر حسرتیں دل کی / تو پھر آنکھوں میں کیوں رہتی نہاں تصویر قاتل کی

اُٹھی اور اُٹھ کے پھر کچھ رُک گئی شمشیر قاتل کی / تغافل دیکھ کر مٹ مٹ گئی ہیں حسرتیں دل کی

نہ حسرت ہے نہ ارماں ہے نہ اب یاس و تمنا ہے / مراد دل لیکے کھو دی دلربا نے دل لگی دل کی

نیا شاعر ہوں طرز شاعرانہ سے نہیں واقف / مگر برجستگی میں یوں غزل رہتی ہے قابل کی

جناب کوکب مرادآبادی تلمیذ کلیم رضوی مرادآبادی و جناب وحشت کلکتوی

بری حالت ہے دریائے بلا میں کشتئ دل کی / رلاتی ہے ہنسی مجھ کو سبکسارانِ ساحل کی

اگرچہ صاف عالی ہمتی ظاہر تھی بسمل کی / مگر دی داد ساری خلق نے بازوئے قاتل کی

یہی بہتر ہے ہم مشکل ہی کو مشکلشا سمجھیں
کوئی صورت نظر آتی نہیں جب حل مشکل کی

اسی جا گو کہ غمگیں کہیں بیٹھا ہوا ہوگا
زبانِ حال سے افسردگی کہتی ہے محفل کی

مشتاق

جناب حاجی مشتاق احمد صاحب مشتاق گھڑی ساز تلمیذ جناب جوہر مرادآبادی

تڑپتا ہوں زیارت کو شہا صورت عنادل کی
دکھا کر پھول سا چہرہ مٹا دو بیکلی دل کی

کریں گے عرض ختمِ انبیا محشر میں داور سے
ق گذارش ہے یہ عاجز کی گذارش ہے یہ سائل کی

نجاونگا میں جنت میں نجاونگا میں جنت میں
مرے مولا مری امت اگر دوزخ میں داخل کی

یہ ہوگا حکمِ رب دریائے رحمت جوش میں آکر
بر آئیگی مرے محبوب تیری آرزو دل کی

گلِ روئے نبی کے وصف لکھنے کا ثمر دیکھو
گلِ رحمت سے جھولی بھر رہی ہے آج سائل کی

یہ مشتاق حزیں مولا ہے بس آپ کے در پر
تمنا ہے یہ آنکھوں کی یہی ہے آرزو دل کی

مذاق

جناب منشی محی الدین خاں صاحب مذاق مرادآبادی

انہیں ہے شوق خود بینی الٰہی خیر ہو دل کی
کہ آئینہ ہے آگے اور چوٹیں ہیں مقابل کی

کمالِ باکمالی ہے بلائے جان کامل کی
کہ لاتی ہے قفس میں زمزمہ سنجی عنادل کی

زبانِ حال سے کہتی تھی مایوسی یہ بسمل کی
نہ نکلی ایک بھی حسرت کسی حسرت بھرے دل کی

نگاہِ شوق کا کوئی کہیں مانع نہیں ہوتا
عبث کیوں بیٹھ کر پردہ میں چلمن اس نے حائل کی

کسی زلفِ مسلسل کے جو سودائی نہ ہوتے ہم
اٹھاتے بیٹھ کر زنداں میں کیوں کڑیاں سلاسل کی

نہ آنے کی سنائے ہو تو کیا سچ ہی نہ آؤ گے
دکھا دینگے تمہیں تاثیر اپنے جذب کامل کی

ذرا مقتول کی یہ حسرتِ دیدار تو دیکھو
کہ کھنچ کر پتلیوں میں رہ گئی تصویر قاتل کی

بہت ہے آرزو لیکن وہ پھر بھی بر نہیں آتی
تری شمشیر بھی قاتل ہے کیا حسرت بھرے دل کی

دکھا دی آئینے نے جب اک صورت مقابل کی — نہیں ہے چین دم بھر بھی عجب حالت ہے قاتل کی
کہیں شہرت نہ ہو جائے کسی لیلیٰ شمائل کی — ترے ہاتھوں ہے عزت دیکھنا اے عشق محمل کی
کسی کے وعدۂ فردا پہ اتنی بدگمانی ہے — مری حیرت نمونہ بن گئی اک حرفِ باطل کی
شب غم میری آنکھوں سے لہو بن بنکے بہتا ہے — تمہیں بھی کچھ خبر ہے یا نہیں بربادیِ دل کی
نہ پوچھو ہمدمو مجھ سے یونہی خاموش رہنے دو — سناؤں تم کو کس دل سے جو حالت ہے مری دل کی
عجب ہی دید کے قابل تھا منظر آج مقتل میں — مری آنکھوں میں کھنچ کر رہ گئی تصویر قاتل کی
اگر ممکن نہیں ہے وصل تو دیدار کافی ہے — تسلی بخش ہے صورت کسی لیلیٰ شمائل کی
یہ آئینہ ہٹا دو سامنے سے وقتِ آرائش — نہ دل پر چوٹ کھا بیٹھو کہیں مدمقابل کی
بیاں ہو کس طرح جو کچھ شبِ غم مجھ پہ گذری ہے — حقیقت پوچھتے ہو مجھ سے کیا بیتابیٔ دل کی
کسی پہلو کسی کروٹ نہیں آرام پاتا ہوں — یہاں تک بڑھ چلی ہیں تیرے غم میں شورشیں دل کی
جہاں میں چار سو اک نالہ و فریاد برپا ہے — کچھ اتنی انتہا سے بڑھ گئی بیداد قاتل کی
کسی دن غیر سے کہنا پڑیگا راز دل نامی — بس اب مجبور کرتی ہیں مجھے مجبوریاں دل کی

مسٹر جے آر پال نادر ہیڈ ماسٹر مشن اسکول جھانسی تلمیذ جناب برباد

جدا جس دن سے تم ہو غیر حالت ہے مری دلکی — نہ چین آئے نہ موت آئے گھڑی ہے سخت مشکل کی
یہ ممکن ہی نہیں نکلے کبھی حسرت مری دل کی — یہی تو اک کمائی ہے جو اس دنیا میں حاصل کی
اسی سے سختیاں سہتا ہوں اپنے بیوفا دلکی — کہ پہلو میں امانت ہے کسی زہرہ شمائل کی
مری آنکھیں نکلواتے تو سارا فیصلہ ہوتا — یہ کیوں سر پھوڑنے کو درمیاں دیوار حائل کی
الٰہی طوق غم کیوں توڑے دیتا ہے مری گردن — گلوئے غیر میں اُس نے کلائی کیا حمائل کی

بلائیں وہ مجھے یا آئیں یا تصویر بھجوائیں
اسی صورت سے ممکن ہے تسلی اس مرے دل کی

اُٹھایا جب مجھے شوقِ زیارت نے تو چل نکلا
جہاں پر ناتوانی نے بٹھایا شام منزل کی

ستم سہتا رہونگا مر مٹونگا تیرے کوچے سے
نہ نکلونگا نہ نکلیگی اگر حسرت مرے دل کی

ہمارا خوں بہا کر خوں بہا دینے کو راضی ہے
قیامت میں ادھر قاتل اُدھر شمشیر قاتل کی

سلایا مجھ کو آغوشِ اجل میں وائے ناکامی
ہرا سر لیکے قسمت جاگ اُٹھی شمشیر قاتل کی

نہ نیند آئے نہ چین آئے لحد میں بھی مجھے نادر
تڑپ دل میں ہے جب تک جوہر شمشیر قاتل کی

جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب نشاط مرادآبادی

مرے اللہ کب نکلیں گی دل سے حسرتیں دل کی
رواں ہوگی مری گردن پہ کب شمشیر قاتل کی

تڑپتی دیکھ کر کوچہ میں اُسکے لاش بسمل کی
زبانِ تیغ نے دی داد بڑھ کر دست قاتل کی

خزاں نے فصلِ گل میں آشیاں تاراج کر ڈالا
نہ پہنچی بات کچھ بھی بلبل ناشاد کے دل کی

مریض عشق کا تم سے مداوا ہو نہیں سکتا
مسیحا کیسے بن بیٹھے دوا کرتے نہیں دل کی

ادھر تابوت رکھتے ہیں اُدھر کچھ دفن ہوتے ہیں
زمیں گنج شہیداں بن رہی ہے کوئے قاتل کی

کسی نے وحشیوں کے پاؤں میں زنجیر پہنا کر
کلاہِ آبلہ میں ٹانکدیں بیلیں سلاسل کی

پھنسا ہے مجھ سا قیدی آج تیری زلف پیچاں میں
بڑی تقدیر ہے زنداں بڑی قسمت سلاسل کی

سمجھ کر جانِ عالم یاد رکھنا انجمن آرا
نشاط زار کے دم سے ہے رونق تیری محفل کی

جناب نظام الدین خان صاحب نظام مرادآبادی

جھنکائیگی کنویں الفت کسی زہرہ شمائل کی
رہیگی زلف کے سودے میں پابندی سلاسل کی

نگاہ یاس سے تکتی تھیں آنکھیں نیم بسمل کی
گلے پر چلتی تھی کھنچ کھنچ کے جب تلوار قاتل کی

ہزاروں خار ہیں اور آبلہ پائی کی ایذا ہے
مصیبت سخت بھاری ہے ابھی دوری منزل کی

وہ تھوڑی دیر تو آیا بھی تو ذکر عدو لایا
ستمگر نے خوشی میں بھی ایک آفت کیسہ نازل کی

بلانے کو کسی کے نامہ وپیغام لاطائل
ہمارا جذبہ کامل ہے تو کیا حاجت وسائل کی

بگڑ جائینگے وہ کیا فائدہ عرض تمنا سے
بتا دیتی ہے حاجت کا فقط صورت ہی سائل کی

وہ مجنوں ہوں کہ اک لیلیٰ ادا کا ہو کے سودائی
کبھی کہسار میں پہنچا کبھی صحرا میں منزل کی

وہ کہتے ہیں ابھی کیا ہے نتیجہ اس کا دیکھو گے
نظام شوم طالع کیوں طبیعت ہم پہ مائل کی

جناب منشی نیاز اللہ صاحب نیاز تلمیذ جناب مذاق مرادآبادی

تمنا کب نکلتی ہے کسی حسرت بھرے دل کی
کہاں عاشق کو ملتی ہے نگاہِ ناز قاتل کی

دم آخر پھری کس طرح چشم یاس بسمل کی
تڑپتی رہ گئیں سب دل کی دل میں حسرتیں دل کی

پڑے سویا کرینگے چین سے اب کنج مرقد میں
کہ نقد جان دیکر ہمنے یہ جاگیر حاصل کی

بیانِ درد سنکر یاد اپنا درد آتا ہے
تڑپ جاتا ہوں جب آواز سنتا ہوں عنادل کی

مدینہ میں نیاز اللہ کو بلوائیے شاہا
خدا کے واسطے منظور ہو یہ عرض سائل کی

شیو کنور مرادآبادی

تمہارے ہجر میں صاحب عجب حالت ہے اس دل کی
جو یہ تڑپا تو آنکھیں روئیں جانِ ناتواں بلکی

نہ دیکھو غور سے صورت کبھی مد مقابل کی
نہ ہو جائے یہ باطل ہمسری آئینۂ دل کی

دماغ انکا اگر عرش معلی پر ہے کیا شک ہے
فلک منزل سے اونچی چھت ہے انکی چھتر منزل کی

شب وعدہ اگر آؤ تو مت آنا اگر ضد ہے
عیاں ہو جائیگی تاثیر بھی اِس جذبۂ دل کی

اِسی اُجڑے ہوئے گھر میں کبھی تھا یار کا مسکن
بیاں کس سے کروں حالت میں اس بربادیٔ دل کی

ادہر وہ محو آرائش اُدہر آئینہ سکتہ میں
خبر خود بھی نہیں شیو مقابل کو مقابل کی

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

دنیا میں دیا ہے جب مجھے عزو وقار
رسوا مجھ کو نہ کیجو روز شمار

مشاعرہ الہ آباد

ہندو بورڈنگ ہاؤس الہ آباد میں بصدارت عالیجناب پروفیسر ایم مہدی حسن صاحب ایم اے ایک شاندار مشاعرہ منعقد ہوا تھا جس کی غزلیات ذیل میں درج کیجاتی ہیں۔

(اڈیٹر)

جناب اعجاز حسین خاں صاحب اعجاز دریاآبادی

تڑپتی انتہائے شوق میں ہے نعش بسمل کی
عجب تاثیر رکھتی ہیں ہوائیں کوئے قاتل کی

نہ اُٹھ جائیں کہیں پہلو سے میرے بدگماں ہوکر
خبر اُن کو نہ ہو جائے کہیں بیتابیٔ دل کی

عدم کی کیسی راہیں ہیں وہاں کی لوگ کہتے ہیں
خبر اے جانے والو کچھ تو دیتے جاؤ منزل کی

گرہ دل میں پڑی ہے کاکل زہرہ شمائل کی
نہ سلجھانے سے سلجھے گی کبھی گتھی مری دل کی

تزلزل میں ہے سنگ تربت کو بھی جنبش ہے
پس مردن بھی باقی ہے یہ بیتابی مرے دل کی

جنازہ جب پروانہ کا اُس نے بزم میں دیکھا
کٹی ہے رات ساری روتے روتے شمع محفل کی

جنازہ پر مرے آکر عجب انداز سے بولے
بتائیں آپ کیا حالت ہے اب بیتابیٔ دل کی

چھپانے سے ہمارا خونِ ناحق چھپ نہیں سکتا
گواہی دیگی محشر میں زبان تیغ قاتل کی

جناب محمد عبدالرزاق صاحب بیخود کرسچین کالج الہ آباد

نظر آتی ہے آبادی جو مجھ کو تیری محفل کی
مری آنکھوں میں پھر جاتی ہے وہ دنیا مرے دل کی

بگولوں کی طرح دم بھر کو صحرا میں اُٹھا تو کیا
دبا دیتی ہے اُڑ کر خاک مجھ کو میری منزل کی

حصولِ مدعا جس پر فدا وہ مدعا تیرا
تصدق جس پہ ناکامی تمنا وہ مری دل کی

یہی اک بوند باقی ہے لہو کی میرے سینہ میں
اسی کو دل سمجھ لیجئے اسی کو آرزو دل کی

عجب اٹکھیلیوں سے آج بیخود میری گردن پر
چلی چلکر رکی رک کر چلی۔ تلوار قاتل کی

صداقت پر سر نازک قلم کر کے چڑھا دینا | صدائے غیب آتی ہے کسی درویش کامل کی
خزاں میں بھی مجھے آثار سرسبزی نمایاں ہیں | ہری زخموں سے کھیتی ہے ہماری پر فصاد دل کی

جناب اولاد حسن صاحب حسن شاگرد جناب نوح ناروی

دکھاؤں میں اگر تاثیر اپنے عشق کامل کی | ترے دل کی وہ صورت ہو جو صورت ہے مرے دل کی
اُتارا سر تو احساں رکھ دیا گردن پہ بسمل کی | زمانہ سے نرالی ہیں ادائیں میرے قاتل کی
نکل کر میاں سے کہتی ہے یہ شمشیر قاتل کی | مٹاؤ گے کہاں تک خیر تم حسرت بھرے دل کی
ہوا ہے مطمئن قاتل مٹا کر داغ دامن کا | شہادت حشر میں اب کون دیگا خون بسمل کی
الٰہی بحر غم میں جان دیدی ڈوب کر کس نے | تھپیڑوں سے اُڑائی خاک کیوں موجوں نے ساحل کی
سمجھتے ہیں جسے بے مہر اُسی پر جان دیتے ہیں | محبت میں عجب اُلٹی سمجھ ہے حضرت دل کی
نہ اب رونے سے رُکتا ہے نہ اب تھامے سے تھمتا ہے | کہاں لیجائیگی وحشت مری دلکو مری دل کی
گلوں کو توڑ اے گلچیں مگر یہ سوچ لے پہلے | جلا کر خاک کر دیگی تجھے آہیں عنادل کی
مناسب ہے کہ خود اپنے گلے پر پھیر لیں خنجر | کہاں تک راہ دیکھیں اے حسن ہم اپنے قاتل کی

جناب رامیشری دیال صاحب بی اے خاک

دم آخر نہ آئے کچھ نہ نکلی آرزو دل کی | جواں تھا ہی مگر تم نے مری جان اور مشکل کی
بہت منت جو کی میں نے کہ آؤ حال دل سن لو | کہا ہنس کر مجھے مطلب؟ کہانی ہے تری دل کی
لیا ہو گر تو بتلا دو مگر نا کس سے سیکھا ہے | ہمیں اچھی نہیں لگتی ہے ہر دم دل لگی دل کی
مسیحا رہنے دو بس اب بہت معجز نمائی کی | قضا اب بن کے آئی ہے نگاہ ناز قاتل کی
جو آنکھیں لال پیلی ہیں تو خنجر سرخرو ہوگا | گل رنگیں کھلائیگی نہ کیا کیا بیکلی دل کی
وہ کہتے ہیں [illegible] گر | [illegible] اُٹھ گئے رونق وہی باقی ہے محفل کی

ادا کچھ بھا گئی ایسی عروس تیغ قاتل کی	بندھی تھی ٹکٹکی پھر وں نگاہ شوق بسمل کی
بہار آتے ہی کچھ ایسی بڑھی وحشت مرے دل کی	مقید رکھ سکی مجھ کو نہ پھر کوشش سلاسل کی
لڑی ہیں آج آنکھیں اک بت پرفن کی تیوروں سے	ہوئی جاتی ہے حالت غیر ہر لحظہ مرے دل کی
نہیں معلوم مجھ کو مدعائے زندگی کیا ہے	وہ کشتی ہوں خبر جس کو نہیں ہے اپنے ساحل کی

مسٹر دھیرندر ناتھ بنرجی۔ کالیستھ پاٹ شالا الہ آباد

مٹاتا ہے جو اپنے کو بلائیں لے کے قاتل کی	فنا ہیں ہے بقا اس کو یہ کم ہے شان بسمل کی
چلا کر تیغ ابرو مجھ سے بولے ہاں سنبھل جاؤ	نہ کیوں قربان ہو جاؤں میں اس شوخی پہ قاتل کی
بوقت نزع اُن کا وہ سر بالیں کھڑا ہونا	تمنا مرتے مرتے ہو گئی پوری مرے دل کی
بتوں سے دل لگا کر میں خدا کو بھول بیٹھا ہوں	انہیں کے پھیر میں میں راہ بھولا اپنی منزل کی
مسافر ہیں نہ ٹھہرینگے عدم کو ہم سدھارینگے	کسی دن کوچ کر دینگی بڑھا کر شان منزل کی

جناب درگا پرشاد صاحب ذرؔ بی اے لا کالج الہ آباد

نہ ہوتی پھوٹ آپس میں تو کچھ چلتی نہ قاتل کی	کہ پایا دل پہ قبضہ جا ملی جب آنکھ بسمل کی
لگا دل کھول کر خنجر مرے سینہ پہ اے قاتل	نکلنے کے لئے بیچین ہیں اب حسرتیں دل کی
مسیحائی کا دعوی ہے اسی کرتوت پر اُن کو	کہ حالت تک نہیں سنتے ہیں مجھ بیمار کر دل کی
نظر بھر کر نہ دیکھا مرتے دم بھی میں نے اس ذر سی	انہیں بیچین کر دیگی نگاہ یاس بسمل کی
کمر وہ قتل پر باندھیں تو کیا باندھیں کمر بھی ہو	عبث شوق شہادت آرزو ہے تیغ قاتل کی
نہ ہو کس طرح ذرؔ بیخود جو خود تصویر بن بیٹھے	جب آئینہ میں دیکھی آپ نے صورت مقابل کی

جناب سید موسی حسنین رضوی شعلہ شاگرد جناب تجمل کراوری

گلے پر چل کے رک جاتی ہے ہر دم تیغ قاتل کی	غضب کرتی ہے مقتل میں نگاہ یاس بسمل کی

رہا میں عمر بھر گرم سفر دوری غربت میں
نہ دیکھی آج تک صورت سوادِ شام منزل کی

جہاں میں زینت بزم سخن نیساں تھے اے شعلہ
وہ کیا اُٹھے کہ گویا اٹھ گئی رونق ہی محفل کی

جناب نثار احمد صاحب شفقؔ شاگرد جناب نوحؔ ناروی

جو دیکھی قتل گہ میں بیرخی بسمل سے قاتل کی
گلے ملکر تمناؤں نے رخصت دل سے حاصل کی

ادائیں اِن کی نشتر ہیں نگاہیں انکی خنجر ہیں
حفاظت کر نہیں سکتا حسینوں سے کوئی دل کی

کسی نے بھی نہ پوچھا تیرے رونے کا سبب کیا ہے
مروت دیکھ لی اے شمع تو نے اہل محفل کی

کیا تھا سامنا کیوں اسنے انکے روئے روشن کا
ہوئی پوشیدہ صورت گھٹتے گھٹتے بدر کامل کی

اُٹھا کر ہاتھ میں خنجر گرا دینا نزاکت سے
قضا سے کم نہیں مجھ کو ادا یہ میرے قاتل کی

خدا جانے کہاں لیجائے شوق دشت پیمائی
وہ رہرو ہوں خبر جس کو نہیں ہے اپنی منزل کی

نہ جانا آج تک ہم نے کہ راز عشق کیا شے ہے
کھانی ہم نہ سمجھے آج تک حسرت بھرے دل کی

جو اہل آبرو ہیں وہ مکدر ہو نہیں سکتے
کبھی جمتی نہیں دریا میں اُڑ کر خاک ساحل کی

وہ آئے ہیں شب وعدہ مری تقدیر چمکی ہے
بہت لہو پیٹ کر میں نے شفقؔ یہ رات حاصل کی

جناب ابو محمد صاحب ضبطؔ الصدائی متعلم میور کالج الہ آباد

سبق آموزِ عبرت، خاک تک ہے کوئی قاتل کا
لہو ہے تصویر جسکے ذرے ذرے میں مرے دل کی

نہیں باقی ہے اے درباں ہوس اب کوئی قاتل کی
یہاں لائی ہے مجھ کو جستجو کھوئے ہوئے دل کی

دگرگوں فرقت لیلی میں جب حالت ہوئی دل کی
بگولوں میں نظر مجنوں کو آئی شکل محمل کی

قفس میں گر نہ کرتا بند تو صیاد کیا کرتا
گراں تھی گوش گل پر زمزمہ سنجی عنادل کی

معاذ اللہ یہ وحشت کہ جب پتا کوئی کھڑکا
ترے وحشی کے کانوں میں صدا آئی سلاسل کی

کیا ہی کیا کوئی خون تمنا ضبط گزروں نے	فزوں گور غریباں سے ہے کیوں ویرانگی دل کی

جناب مظہر صاحب

سنے گی گوشِ دل سے بے تکلف روح بسمل کی	اگر کہنے کو ہی چشم سخنگو بات قاتل کی
جسے تم داغ سمجھے ہو وہ جوہر ہے جفاؤں کا	شہیدوں کے لہو سے آبرو ہے تیغ قاتل کی
اسے جب ذبح کرنا اپنی آنکھیں بند کر لینا	بہت حسرت فزا ہوگی نگاہ یاس بسمل کی
کہاں ہے سیلِ اشک، خوں رواں ہے آنکھ سے یا رب	حقیقت اک لہو کی بوند سے زائد نہ تھی دل کی
مری کوتاہی قسمت اگر کچھ مجھ کو روکے گی	درازی کام دیگی حشر میں دامانِ قاتل کی
عدوئے زہد ہے نظارہ اسکی چشم میگوں کا	اڑا دیتی ہیں موجیں دھجیاں دامانِ ساحل کی
یہ آگے عرش سے جاتے ہیں وہ رہتا ہے گلشن میں	بگاڑی بات نالوں نے مرے شور عنادل کی
گناہوں کی سیاہی مٹ گئی اشکِ ندامت سے	مری آنکھوں نے مظہر آبرو رکھ لی مرے دل کی

ناصری

مطائباتِ ناصری

جناب پروفیسر مہدی حسین صاحب ناصری لکھنوی ایم اے۔ ایم آر اے ایس وغیرہ

صدر مشاعرہ الٰہ آباد

اُبھی بوئے وفا لائیں ہوائیں کوئے قاتل کی
یہ کیا نیرنگِ عالم ہے الٰہی خیر ہو دل کی

نہ پوچھو، وجہ کچھ مجھ سے شکستِ رنگِ محفل کی
بہت نیرنگیاں دیکھوگے اِس ٹوٹے ہوئے دل کی

رُلاتا ہے مجھے۔ حالت دگرگوں ہوگئی محفل کی
سنبھل ظالم۔ کہ یہ فریاد ہے دُکھتے ہوئے دل کی

وہ برقِ طور ہو یا چاک ہو دامانِ یوسف کا
کہیں تاثیر ہے دل کی کہیں تصویر ہے دل کی

بڑے دعوے سے نازک ہاتھ اُٹھا سخت جانوں پر
بڑھا اے شوقِ شہادت بات رکھ لی آج قاتل کی

کرم کر اے توانگر بحرِ رحمت میں اُٹھیں موجیں

[illegible]

ہے عبرت کا تماشا سیر کیا ہی رقصِ بسمل کی
بہی جاتی ہیں دیکھو خون ہو کر حسرتیں دل کی

یہ وقت نزع ہی۔ اب کیا خفا ہو پاس آ بیٹھو
کوئی حسرت نکلجائے مری حسرت بھری دل کی

اسیرانِ قفس کا حال بھی تھوڑا سنا دینا
سنا ہی اے صبا گلشن میں ہی محفل عنادل کی

جوانی آتے ہی کیا رنگ بدلا اپنے عالم کا
امنگیں جتنی تھیں دل میں بنیں وہ حسرتیں دل کی

ترے رخسار سی اُٹھتی ہیں پیہم نور کی لہریں
یہ بحرِ حسن بھی کیا ہی نہیں حد جسکی ساحل کی

نزاکت کا ہوں قائل ہاں تغافل کی شکایت ہے
نظر کیوں مجھ سے پھیری گر نہ اُٹھی تیغ قاتل کی

رخ روشن کا اس کے کر لے نظارہ دم آخر
"دلا تدبیر لازم ہے چراغِ شام منزل کی"

یہ آئینہ ہی کوئی یا تمہارا دستِ زیبا ہے
نظر آتی ہے اس میں صاف صورت حسن کامل کی

ستارے آسماں سی ٹوٹ کے تربت پہ گرتے ہیں
عجب حالت میں پلٹیں عرش سی آہیں مرے دل کی

یہ دنیا ہے کہ اُسکی حسن خلقت کا مرقع ہے
ہزاروں اُٹھ گئے رونق وہی باقی ہی محفل کی

کہاں ارمان دل میں ہاں فقط اک داغ روشن ہی
ہوئی برخاست محفل جل رہی ہی شمع محفل کی

کبھی گلشن میں تھی ناشاد اب ہاتم سرا میں ہیں
لپٹ کر روتی ہیں راز نہاں سی حسرتیں دل کی

جناب نرسنگھ ناتھ صاحب بی۔ اے

لگی جو آگ اس دل میں خبر لیگی وہ اس دل کی
جو پروانہ جلا آ کر جلیگی شمع محفل کی

اثر سچی محبت کا ہوا محبوب پر کتنا
جلا اک لحظہ پروانہ تو شب بھر شمع محفل کی

ہماری انکساری میں یہ دی تاثیر خالق نے
گلے سی جو ملی آ کر ہوئی تم تیغ قاتل کی

کھلے گل اور مرجھائے رہا باغِ جہاں قائم
ہزاروں بلبلیں بولیں رہی شیون عنادل کی

برا ہو سخت جانی کا ہوئی تکلیف اُنکو بھی
تماشے کو نکل آئے جو تڑپی لاش بسمل کی

جناب وحید صاحب

مسرت عید کی ہی کشتگانِ ناز کو یارب
گلے ملتی ہے بڑھکر بسملوں سے تیغ قاتل کی

ہوائے تند و طوفانِ سرشکِ غم کی جوشش میں
ٹھہرتی تا بکے آخر عمارت آب اور گل کی

خدا کے ساتھ آتا ہے بتوں کا ذکر شعروں میں
تقابل کر کے حق نے آبرو رکھ لی ہی باطل کی

سیہ بختی میں بھی کوتاہیٔ تقدیر پیدا ہے
مری قسمت سی ملتی ہے سیاہی آپکے تل کی

خدا کے نور سے پرنور ہو جائے مرا سینہ
جلا کرتا رہوں ہر دم وحید آئینہ دل کی

جناب ایس وائی صاحب ہاشمی کرسچین کالج الہ آباد

دل آئینہ نہ تصویر ہے اک ماہ کامل کی
بھلا منہ آئے میری کیا حقیقت شمع محفل کی

وہ اندازِ ستم اس کو کہاں معلوم اے ہمدم
فلک بھی ایک ادنیٰ سی زمیں ہی کوئے قاتل کی

کوئی تو سوزِ غم سے جل رہا تھا رات رو رو کر
کسی بیدرد کو منظور آرائش تھی محفل کی

یہی حالت رہی گر بحرِ غم میں جوششِ غم کی
اڑا دونگا میں اک دن دھجیاں دامانِ ساحل کی

کھنچا جاتا ہے دل مقتل کی جانب خود بخود اپنا
غضب کی ہاشمی تاثیر ہے شمشیر قاتل کی

جناب اسد صاحب

الٰہی خیر ہو طوفانِ غم میں کشتیٔ دل کی
مجھے پھر کچھ ہوا بدلی نظر آتی ہے ساحل کی

مسلماں اور ہندو کچھ ہوں لیکن میری نظروں میں
رگ الفت سے وابستہ یہ دو قاشیں ہیں اک دل کی

زمیں ہموار کر دی کوچۂ معشوق کی اس نے
بہت ممنون ہوں میں سائی ان کے بسمل کی

سنا ہے ٹیکس لگ جائیگا اب واعظ کی داڑھی پر
کہ قیمت بڑھتی جاتی ہے زمیں سیر حاصل کی

نہ مفتی ہیں نہ قاضی ہیں بھلا ملا تو کہلائیں
سند ہم کو بھی ملجائے کہیں سے مد فاضل کی

ادھر دیکھو اسد واللہ تم خوب تو کہتے ہو
ذرا تبلاؤ تو یہ مشق کے فاقوں میں حاصل کی

... سے التماس ہے کہ غزلیات صاف وخوشخط اور کاغذ کے ایک ہی طرف تحریر فرما کر

مشاعرۂ کلکتہ

جناب رشید احمد صاحب تسکین بدایونی

تسکین

ہیں شوقِ قتل میں تڑپوں یہی مرضی تھی قاتل کی
بڑی مشکل سے آساں آج اُس نے میری مشکل کی

کوئی یہ شوق دیکھے رہ نوردانِ محبت کا
کہ مارے ضعف کے بیٹھے ہیں لیکن دید ہے منزل کی

مجھے تو روکتا ہے کوچہ گردی سے جو اے ناصح
کروں کیا جستجو بھی میں نہ اپنے گمشدہ دل کی

جنہوں نے قتل عاشق کے لئے سرگرم دیکھا ہے
وہ اب آکر ذرا دیکھیں پشیمانی بھی قاتل کی

شب فرقت سحر تک ایک الجھن سی رہی دل کو
جو زلفِ خم بہ خم یاد آئی اُس لیلی الشمائل کی

اشارہ تیغِ ابرو کا ہے کافی قتل عاشق کو
یہ زحمت کس لیئے۔ تلوار کیوں تم نے حمائل کی

نہ لاؤ نام منہ پر قیس و وامق کے فسانوں کا
کہانی تم اگر سن لو ہماری غمزدہ دل کی

ستمگر تیرے نازک دل کا مجھ کو پاس ہے ورنہ
دکھا دوں میں ابھی تاثیر اپنے نالۂ دل کی

وہ گھبرا کر کسی کا اُٹھ کے پہلو سے چلا جانا
وہ بیتابی کسی ناشاد کی ارمان بھرے دل کی

نکالا آج اُس نے پھر مجھے یہ کہہ کر اے تسکین
ہوا آکر خلل انداز کیوں رونق میں محفل کی

جناب مولوی عبدالبدیع صاحب جذب

جذب

نہ دیکھی ہو تو دیکھو شکل تم مدمقابل کی
نظر آئیگی آئینہ میں صورت ماہ کامل کی

لگا کر کان سینہ پر مرے ظالم ذرا سن لے
نکلتی ہے صدا کیسی شکستِ شیشۂ دل کی

تمہارے گیسوئے شب گوں میں رنگ آمیز قدرت نے
سیاہی بخت سے لیکر مرے تھوڑی سی داخل کی

اجل سر پر کھڑی ہے اور وہ بھی پاس بیٹھے ہیں
عجب ہے کشمکش یارب گھڑی ہے سخت مشکل کی

تڑپنا تیرے بسمل کا تماشا تھا مگر قاتل
نگاہِ واپسیں دیکھی نہ تو نے ہائے بسمل کی

کیا حسن کا جلوہ نظر آتا ہے [illegible] طفل [illegible]
[illegible] کامل کی

جناب نواب زادہ اے اف ایم عبد الحفیظ صاحب حافظ کلکتہ

جو قسمت سے کسی دن اُٹھ گئی شمشیر قاتل کی
نکل جائیگی اک چشم زدن میں آرزو دل کی

وہ دیکھیں آئینہ اور چوٹ جب کھائیں مقابل کی
تو پھر پوچھوں کہ اے سرکار کیا حالت ہے اب دلکی

کوئی پرساں نہیں اتنا کہ حالت کیا ہی بسمل کی
زبانِ خلق پر تعریف ہی بس دست قاتل کی

وہاں اب گاہے ماہے ناچ کا جلسہ بھی ہوتا ہی
سُنا ہی آج شب کو بھی ہی محفل رقص بسمل کی

اب اُن سے روز ٹیلیفوں میں باتیں مجھ سے ہوتی ہیں
ضرورت کیا ہی مجھ کو اب ذرائع اور وسائل کی

جو گذرا پہلی منزل سے ہوئیں سب منزلیں آساں
مصیبت سب سے ہوتی ہی زیادہ پہلی منزل کی

نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ بادہ ہی نہ مطرب ہی
چلا میں گھر کو ساقی ایسی تیسی تیری محفل کی

مرے سینہ میں ہر دم تڑپتا ہی پھڑکتا ہے
مرے دل کی تڑپ گویا تڑپ ہی مرغ بسمل کی

کہا جب شیخ سے تو بھی ذرا پی لے تو وہ بولا
جزاک اللہ میرے یار تم نے اب کہی دل کی

نہ رکتی ہی نہ جاتی ہے نہ گھٹتی ہی نہ مٹتی ہے
تڑپ دل کی کھٹک دل کی خلش دلکی طپش دلکی

ہزاروں دوستوں نے لاکھ سمجھایا اُسے حافظ
کسی کی کچھ نہیں سنتا عجب حالت ہی اس دلکی

عالیجناب شمس العلمار خان بہادر مولانا محمد یوسف صاحب نجور جعفری مدظلہ

نہ کیوں آسان ہوں دشواریاں قطع مراحل کی
کہ پہنچاتی ہی منزل تک ہمیں دوری ہی منزل کی

نہیں یہ سخت جانی بے سبب اس وقت بسمل کی
کہ قوت آزمانا ہی اسے بازوئے قاتل کی

خبر بھی ہی تجھے اے قیس! اجڑ خانۂ دل کی
وہیں لیلی ہے، ناحق جستجو ہی اس کے محمل کی

وہ آئینہ منگاتے ہیں تماشہ دیدنی ہو گا
چلیں گی دونوں ہی جانب سے اب چوٹیں مقابل کی

یہ کس گلزارِ خوبی کی سواری آنے والی ہے؟
چمن میں آج کیوں یہ دھوم ہی شور عنادل کی

گری ہی اُس پہ جب تیری نگاہِ ناز کی بجلی
تڑپ شاید ہی اب تا حشر جائے تیرے بسمل کی

[illegible]

وہ سر سے پاؤں تک جکڑا ہی گیسوئے مسلسل میں
ترے دیوانہ کو حاجت ہی کیا طوق و سلاسل کی

سر محفل دل سوزاں کو میرے کیوں نہیں رکھتے
کہ اُسکے ہوتے کیا حاجت ہے میری جاں شمع محفل کی

کہا جب میں نے عاشق ہوں بھویں وہ تانکر بولی
ٹھہر جاؤ کہ ملتی ہے سزا اس زعم باطل کی

دل اغیار کے خوش کرنے سے فرصت اُنہیں کب ہے
خبر وہ آہ! کیوں لینے لگے رنجور بے دل کی

دیگر

نہ نکلی ورطۂ اندوہ سے کشتی مرے دل کی
رہی دل ہی میں دل کی آرزو آغوش ساحل کی

چھری سی چل گئی اُس وقت خود چھاتی پہ قاتل کی
بوقت ذبح جب دیکھی نگاہ یاس بسمل کی

اُڑائے پھرتی ہے مجھ کو ہوائے شوق منزل کی
مجھے پروا ہی کیا دشواری قطع مراحل کی

بت مغرور نے آئینہ کو پتھر پہ دے مارا
نظر آئی جب اُس میں شکل اک مد مقابل کی

اُدھر باد مخالف اور ادھر دریا میں طغیانی
نظر آتی نہیں اب خیر۔ اپنی کشتئ دل کی

اگر عاشق ادھر پیاسا ہے آب تیغ قاتل کا
تو پیاسی خون عاشق کی اُدھر ہے تیغ قاتل کی

ابھی تو کھیل سمجھا ہے۔ مگر اے دل! ذرا تجھ کو
جھنکائینگی کوئیں۔ یہ چاہ اُس زہرہ شمائل کی

کہیں کیونکر۔ کہ ہے کنج لحد میں اپنے تنہائی
کہ ہے مونس ہماری اس جگہ بھی یاد قاتل کی

مری جانب کیا کرتا ہے وزیدہ نظر کوئی
نظر آتی نہیں اب خیر سینے میں مرے دل کی

سناتا ہوں اگر میں حال دل اُنکو تو کہتے ہیں
مجھے معلوم ہے ساری حقیقت آپ کے دل کی

تمنائے وصال یار نے رنجور کو مارا
مٹا نقش وجود اُس کا ہوس میں نقش باطل کی

خدا کا دربار مشیروں سے پاک ہے

گر میں ہوں گنہگار وہ ہے غفار
عیبوں سے بھرا میں ہوں تو وہ ہے ستار

کیوں اٹھا اگر پاؤں تری محفل سے اے شیخ!
ہے پاک مشیروں سے جناب خدا کا دربار

ابو الصواب جناب محمد حنیف علی صاحب رعب قریشی انصاری

گلستاں آذریں تھی گلفشانی خونِ بسمل کی
بہار رنگیں ہے رنگینی فضائے کوئے قاتل کی

نہ کام آئی عطا کوشی کسی کے فیض شامل کی
قسم کھاتی ہے ناکامی بھی میری سعی باطل کی

امید افزا ہے تمہید شہادت شوق بسمل کی
رگ گردن کے کھنچے ہیں ادا ہے تیغ قاتل کی

خوشا میرے دل سوزاں کی بیتابی کا ہنگامہ
یہی اک شمع ہے گرمی ہے جس سے تیری محفل کی

کمالِ عشق نے آئینہ داری حسن کی پائی
نہ میری طرزِ خود بینی نہ حیرانی مرے دل کی

خدا کے واسطے اے سخت جانی کیا قیامت ہے
کہ مجھ سے روٹھی جاتی ہے نزاکت میرے قاتل کی

ہوئے چپ داغہائے دل کا جلوہ دیکھنے والے
کہاں میرے گلستاں میں نوا سنجی عنادل کی

تری راہ طلب میں جز طلب مطلب نہیں اپنا
بھلایا دل سے منزل کو خوشی نے قطع منزل کی

مراد رنگ خموشی ہے کہ ایک آئینۂ حیرت
مری بزم تصور ہے کہ تصویر اس کی محفل کی

مبارک جوش سرگرمی برائے خرمن اندوزی
چمکنے کو ہے قسمت آرزوئے برق حاصل کی

نمایش ناز کی اور آئینہ پیشِ نظر رکھ کر
کوئی دیکھے کشش تجھ سے ترے مدِ مقابل کی

اٹھے پردہ کہیں ٹوٹے طلسم پیکرِ ہستی
حجاب حق ہیں رنگ آمیزیاں اس نقش باطل کی

تماشا تھا کہ محویت نظارہ کا عالم
مجھے اٹھوا کے رونق تو نے کھو دی اپنی محفل کی

نہیں دشوار جینا اس قید آب و گل سے چھٹ جانا
تن آسانی ہے سد راہ اپنی حلِ مشکل کی

ترے غم نے کیا ہے نعمتِ کونین سے فارغ
بھلا کیا تجھ سے مانگے سیر چشمی تیرے سائل کی

جناب رعب کی تقدیر اور تجھ تک پہنچ جانا
کرے ہے ... ناقص کا عنایت شوق کامل کی

[illegible]

دکھائی ہم نے گر تاثیر آہ و نالۂ دل کی
رہیگی پھر نہ بنیاد آسمانِ ہفت منزل کی

لئے جاتے ہیں دنیا سے تمنا وصل قاتل کی
ہماری جان نکلی پر نہ نکلی آرزو دل کی

پڑا تھا ہاتھ کیا اوچھا ترا اے قاتلِ عالم
کہ مرتا ہے نہ جیتا ہے عجب حالت ہے بسمل کی

نہ بر آئیں نہ نکلی ہیں نہ نکلیں گی کسی عنوان
تمنائیں مرادیں آرزوئیں حسرتیں دل کی

جو آتے ہو تو آجاؤ خدارا اب نہ تڑپاؤ،
ہجوم شوق و ارماں میں عجب حالت ہے اب دل کی

رہائی بعدِ مردن عشق سے ہم کو ہوئی رضوان
بڑی مشکل سے طے آخر کو ہے سخت منزل کی

جناب عبدالقدیم صاحب جعفری قدیم اردو اسسٹنٹ بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ

یہاں شوقِ شہادت میں ہے حالت غیر بسمل کی
وہاں ہوتی ہے صیقل آج تک تلوار قاتل کی

تنِ بے دل ہو پیوند زمیں کوچۂ دلبر
خداوندا بس ہر دن یہ نکلے آرزو دل کی

قدم راہ محبت میں نہیں کچھ کھیل ہے رکھنا
خبر ہے حضرتِ دل آپ کو دوری منزل کی

کمالِ حسن پر ہے ناز بیجا مہ جمالوں کو
بگڑ جاتی ہے دو ہی دن میں صورت ماہِ کامل کی

شناور بحرِ الفت کا اُسے کہتے ہیں ہم اے دل
تلاطم میں کبھی جس کو یاد آتی ہو نہ ساحل کی

حسینوں کی محبت ہی کرے کیوں کوئی اے ناصح
دلِ بیتاب میں طاقت اگر ہو ضبط کامل کی

کبھی تیرِ نظر برسے۔ کبھی تیغِ ادا چمکی
رہے سرسبز یوں قاتل زراعت زخم بسمل کی

دلا خود سر نے کھائیں ٹھوکریں لاکھوں زمانہ میں
مگر غفلت وہی ہے آج تک بد مست غافل کی

بلاتے ہو قدیم خستہ کو پھر بزم عشرت میں
طبیعت بدمزہ کردے نہ رو کر اہل محفل کی

مرزا مقبول حسین صاحب مقبول کلکتوی تلمیذ جناب نشتر چھپروی

نہ نکلی دل سے یاد اے حور پیکر تیری محفل کی
بہار باغ جنت دیکھ کر وحشت بڑھی دل کی

تمہیں کو چاہتا ہوں میں تمہیں پر جان دیتا ہوں
بگڑ جاؤ کہ خوش ہو بات منہ پر آگئی دل کی

[illegible]

مددوئے جذبہ وحشت کہ صحرا یاد آیا ہے / اب اٹھ سکتی نہیں پوانہ سے کڑیاں سلاسل کی

تسلی کے لیے تم نے تو رکھا ہاتھ سینہ پر / یہاں پہلے سے بھی کچھ بڑھ گئیں بیتابیاں دل کی

تجھے بھی کر دیا ہے آئینہ کے عکس نے حیران / بڑھی ہیں شوخیاں تجھسے بھی کچھ تیرے مقابل کی

بہانا اشکِ غم اور سوزِ رشکِ غیر سے جلنا / تری محفل میں قسمت ہم نے پائی شمعِ محفل کی

مرا مولا ہے جب مشکلکشا اپنے غلاموں کا / تو پھر کیا فکر اے مقبول مجھ کو حل مشکل کی

جناب سید حیدر حسن صاحب نشاط امروہی از کلکتہ

صفِ مژگاں کے آگے کیا حقیقت اک رگِ دل کی / لڑائی کا مزا جب ہے کہ چوٹیں ہوں مقابل کی

وہ کیا جانے کہ نکلی یا نہ نکلی جان بسمل کی / ابھی نامِ خدا ہے ابتدائے مشق قاتل کی

نہیں کرتے کبھی پوری وہ کوئی آرزو دل کی / مگر ہے بد دعا اُسکو کسی درویش کامل کی

سب اُس کو دیکھتے ہیں مجھسے دیکھا نہیں جاتا / الٰہی کیونکر آنکھیں بند کر دوں اہل محفل کی

نہ آنا تھا دمِ رحلت بھی میرے پاس جب اُنکو / تو پھر کیوں وعدہ کر کے مفت کھوٹی میری منزل کی

جناب شیخ کا بھی دل بھر آیا۔ انتہا یہ ہے / غمِ پیر مغاں میں دخترِ رز اس طرح بلکی

بہت ہی منہ بنایا۔ کہدیا جاہل اگر میں نے / تو ہی انصاف کرنا شیخ کہ یہ باتیں ہیں عاقل کی

نماز و روزہ سے انکار کس کافر کو ہے زاہد / مگر مہلت بھی دے ہم کو کہیں کثرت مشاغل کی

اثر دیکھے تو لیلیٰ دشت میں مجنوں کی وحشت کا / بنی ہے سرمہ چشم غزالاں گرد محمل کی

نہ منہ آ شیخ کے اے دخت رز کیا ہو گیا تجھکو / نہ وہ تیری برابر کا نہ تو اُس کے مقابل کی

سوار کشتی عمر رواں کچھ ایسے غافل ہیں / نہ اندیشہ ہے لنگر کا نہ انکو فکر ساحل کی

مقید کر دیا صیاد نے فصل بہاری میں / کلیجہ شق کیے دیتی ہیں آوازیں عنادل کی

نہیں آرام دم بھر کو۔ بھلا کیا لطف اے زاہد / اگر اتنی ریاضت کر کے جنت تو نے حاصل کی

نشاط اُس سے نہیں دشوار کچھ تیری طرح اک دن
[illegible] مشکل کی

کلامِ وحشت

جناب مولانا رضا علی صاحب وحشت از کلکتہ

یقینِ نامرادی پر بھی حالت ہو وہی دل کی
تمہیں سے چاہتا ہوں داد اپنی سعیِ باطل کی

توجہ کے جو قابل ہو حقیقت کیا مرے دل کی
تری برقِ نظر کو جستجو ہے کس حاصل کی

کیا ہے مجھ کو بےحس تو نے اے افسردگی دل کی
نہ غم ہے بُعدِ منزل کا نہ عشرت قربِ منزل کی

کہا کس نے کہ پابندِ ادب اے شوق ہو جانا
یہی آخر ہوا دل میں تمنا رہ گئی دل کی

تلاطم تھا بہت موجیں بہا کر لے گئیں مجھ کو
وگرنہ آرزو تھی کس خرد دشمن کو ساحل کی

مری ہستی کی کیا ہستی مگر اے دیدۂ بینش
ذرا رنگینیاں تو دیکھنا اس نقشِ باطل کی

قدم اٹھتے نہیں بیتابانہ نظریں بھی پریشاں ہیں
خبر دیتی ہے خود بیتابیِ دل قربِ منزل کی

بچانا چشمِ بد سے اے خدا اس شمعِ محفل کو
نظر پڑتی ہے اس پر ہر طرف سے اہلِ محفل کی

ہمارا نالۂ موزوں ہے جس کو شعر کہتے ہیں
غزل کی شکل میں ہوتی ہے وحشت گفتگو دل کی

مشاعرہ اٹاوہ

جناب چودھری بنسی دھر صاحب بہار فوٹوگرافر تلمیذ جناب یاس

نہ کیوں آنسو بہائے خون کے تلوار قاتل کی
عجب کچھ ہے دلگداز وہ نشاں حالت ہے بسمل کی

زکوٰۃ حسن بوسہ دو یہی ہے آرزو دل کی
کرو پھر خدا پوری تمنا اپنے سائل کی

قسم ہے مفت جاتی ہے تجھ کو اُس دست نازک کی
نہ وقت قتل ہو ہنس ہنس کے کہیں شمشیر قاتل کی

درہم ہے داغ دل آنسو ہیں تری لعل لخت دل
محبت میں یہی بھلے دیکے لیتے ہیں عاقل کی

سنگھاؤ لخلخہ ہر وقت اُسکی زلف مشکیں کا
یہی تدبیر ہے چارہ گرو بیمار غافل کی

پئے قتل بزم میں وہ تشنہ لب جاتی ہے تو قاتل
بجھا دے جلد آ کے تیغ سے اب پیاس بسمل کی

جو وہ خنجر بکف نکلا تو پہنچو ہر کف ہم بھی
چلو ہر پا چلکر سیر دیکھیں کوچۂ قاتل کی

جناب راضی زبیری مارہروی

کبھی جو وہ سنیں تو ہم سنائیں داستاں دل کی
نہایت بے بسی کی کشمکش کی سخت مشکل کی

تحمل بھی تو ہم میں صبر بھی کرتے ہیں سختی پر
صفت ایسا ہو اور کیا انسان کامل کی

ہمارا قلب اک رشک قمر کا ہے جب لوح خانہ
فلک توصیف کیا کرتا ہے جیسے ماہ کامل کی

کبھی سے نالہ و شیون ہمیں کیا یاد آتے ہیں
کنولوں پر دیکھتے ہیں جب کبھی شورش عنادل کی

ہمارا قتل بھی اُن کے لئے گویا تماشہ ہے
وہ کہتے ہیں تڑپ ہم بھی ذرا دیکھینگے بسمل کی

بڑھا ہے شوق جیسا جاکے اب آنکھ کے تغافل سے
الٰہی خیر چوٹیں آ پڑی ہیں یہ مقابل کی

سوار کشتی طوفاں کا وہ ڈوبنا اچھا
کہ منت سر پہ ہو اُس کے سبکساران ساحل کی

خدا ہی جانے اس رنجش کا کیا انجام ہونا ہے
ہوئی ہے ترک اب تو رسم بھی رسل و رسائل کی

نشان ناقۂ لیلیٰ اگر مجنوں کو مل جاتا
تو پھر عالم میں یہ شہرت کبھی ہوتی نہ محمل کی

جناب مولوی غفور بخش صاحب شیدا ہیڈ ماسٹر انجمن ہدایت الاسلام اٹاوہ

یہی ہر دم دعا ہے ہر دہانِ زخمِ بسمل کی
خدا رکھے اسے کیا بات ہے شمشیرِ قاتل کی

کروں عرضِ تمنا کیوں میں اپنی بات کیوں کھوؤں
کبھی مانی ہے جو اب مان لوگے تم مرے دل کی

مرو دم لے آہ۔ ہاں لے سوزِ دل اتنا اثر دکھلا
وہی ہو ان کے دل کی بھی جو حالت ہے مرے دل کی

تمہیں ہو مدعا اس کا تمہیں سے مانگتا ہے وہ
تمہیں پوری کروگے آرزوئیں اپنے سائل کی

خدا وہ دن کرے سیراب ہوں میں اسکی پانی سے
چمکتی ہے مری آنکھوں میں بجلی تیغ قاتل کی

ترا حرفِ تسلی تھا، کہ نشتر تھا، کہ جادو تھا
بڑھا دیں اور بھی بیتابیاں حد سے سوا دل کی

پھرینگے جب ہمارے دن ہمیں وہ خود بلا لیں گے
ضرورت کچھ نہیں تقدیر کے آگے وسائل کی

یہ اُن کی مہربانی ہے یہ میری بدنصیبی ہے
مجھے سکتہ ہے اور وہ پوچھتے ہیں آرزو دل کی

نوید موسمِ گل سے بھی جی اب خوش نہیں ہوتا
قفس میں رہتے رہتے سب اُمنگیں مٹ گئیں دل کی

وہ کیوں اُٹھے ترے در سے۔ وہ کیوں جائے کہاں جائے
کریگی یہ گوارا کب حمیت تیرے سائل کی

یہ اچھی دوستی تمنے بنا ہی اپنے شیدا سے
قیامت کی۔ مٹا دیں سب اُمیدیں یکقلم دل کی

جناب منشی محمد اسمٰعیل صاحب طاہر نگینوی

غبار آسا اُڑائے پھرتی ہے وحشت مجھے دل کی
بگولا بن کے جاتا ہوں گلی میں اپنے قاتل کی

نہ جائے یا الٰہی تا قیامت یہ طپش دل کی
نشانی سینۂ سوزاں میں ہے یہ میرے قاتل کی

نکلنے کو تو نکلیگی کسی دن آرزو دل کی
ستم تو ڈھا رہی ہے بیرخی آج قاتل کی

الٰہی موت آئے یا کہ جائے بیکلی دل کی
کوئی صورت تو پیدا ہو ہماری حلِ مشکل کی

تجلی وادیٔ ایمن کی ہے اے موسیٰ لگی دل کی
حقیقت کیا ہے سوزِ دل کے آگے شمع محفل کی

تجھے معلوم کیا ہے لذتِ عشق بتاں واعظ
کوئی مجنوں سے پوچھے منزلت لیلیٰ کے محمل کی

غرور حسن یاں تم کو اجازت گر نہیں دیتا
مری جاں حشر میں تو تم سنوگے اپنے بسمل کی

انہیں ہے عشق گل میں بھی نثار روئے زیبا ہوں
چلو اب خوب گذریگی ہماری اور عنادل کی

بہ بحرِ عشقِ بے پایاں دل افگندیم بسم اللہ
خدا ہی آبرو رکھے تو رکھے جذب کامل کی

خدا جانے جنوں میں بک رہا ہوں آج میں کیا کیا
یہ دیوانہ کی بڑ ہے یا تعلی مرد عاقل کی

ہجوم آرزو ہے شوق وصل دید دلبر میں
بلائیں لیتی ہیں نظریں کسی لیلیٰ کی محمل کی

صبا جاکر در روضہ پہ اتنا عرض کر دینا
خبر لیجے خدارا یا نبی گم کردہ منزل کی

بلالے تیری صدقے اپنے دیوانہ کو یثرب میں
کہے کچھ تو مصیبت کچھ تو نکلیں حسرتیں دل کی

تمہیں کہتے ہو لاتہزن تمہیں اعجاز کرتے ہو
نکلنے کیوں نہیں دیتے ہو حسرت اپنے سائل کی

تصدق روئے انور کے چھپا لو اپنے دامن میں
ردائے پاک مجھ کو بھی اڑھا دو تم مزمل کی

زہے اے شورِ غم تو سمعِ محبوب تک پہنچا
خوشا اے آہ کیا اچھی رسائی تو نے حاصل کی

خدا شاہد غلام سید السادات ہے طاہر
خدا نے جس کی خاطر آیۂ تطہیر نازل کی

جناب منشی احمد حسین صاحب قمر بریلوی تلمیذ جناب بیخود دہلوی جانشین داغ

نہ چھوڑیگا مجھے نیت کہے دیتی ہے قاتل کی
خطائے ضبط دل جرم وفا ہیں اور شامل کی

اٹھا لو آئینہ۔ آؤ ادھر۔ رخ سے نقاب الٹو
دکھا دیں لاؤ اک تصویر تم کو حسن کامل کی

وہ کانپے ہاتھ۔ آئینہ گرا۔ وہ لیجے غش آیا
وہ دل پر چوٹ کھائی آپنے مد مقابل کی

جو آئینہ میں ہے تیری طرح مغرور ہے وہ بھی
ذرا سنبھلے ہوئے رہنا یہ چوٹیں ہیں مقابل کی

جسے دیکھو وہ ہی دشمن نظر آتا ہے مجنوں کا
غبارِ دشت پردہ داریاں کرتا ہے محمل کی

تمہیں تو کیا کہوں واعظ تمہاری عقل پر روؤں
کہیں حوریں بھی ہوتی ہونگی اس شکل و شمائل کی

ترے قانونی کب تھی چارہ گر دیوانگی میری
محبت ہوگئی ہے خود مرے دل کو سلاسل کی

کی تجلی جو وہ ... بیٹھا
بھی دنیا سے ... تمنا ... کی

ذرا بیٹھے ہوئے دیکھو تماشا تم تڑپنے کا
ہٹو اب دور تک آئینگی چھینٹیں خونِ بسمل کی

قمر کے نقش پا کا بھی پتہ دیتا نہیں صحرا
لگی ٹھوکر ٹھکانے کیا کہیں گم گردہ منزل کی

جناب شوکت حسین صاحب مفتوں اٹاوہ

ابھی تھی کچھ گلے پر جب پڑی تلوار قاتل کی
نگاہ یاس تکتی رہ گئی حسرت سے بسمل کی

تعجب کیا نچھاور جان کو عشاق کرتے ہیں
بلائیں جب قضا لیتی ہے تیغ دست قاتل کی

کیا گھر سینہ صد چاک میں ہے کس کے ناوک نے
کسی پہلو سے جاتی ہی نہیں یارب کھٹک دل کی

نہیں خالی اثر جاتا ہے پروانوں کے جلنے کا
جلا کرتی ہے دل ہی دل میں شب بھر شمع محفل کی

نہیں ممکن اثر ہو کچھ نہ میری بیقراری کا
انہیں لے آئیگی خود دیکھنا مجھ تک کشش دل کی

گرفتار بلائے دام گیسوئے مسلسل ہے
ترے دیوانہ کو حاجت نہیں طوق و سلاسل کی

بلا لیں آپ یثرب میں شہا اب اپنے مفتوں کو
یہی میری تمنا ہے یہی ہے آرزو دل کی

جناب مولوی حمید الدین صاحب اختر الحسینی از بھوپال

یہ کیوں محو تماشا ہے نگاہِ ناز قاتل کی
پسند آئی ہیں کیا اسکو ادائیں رقص بسمل کی

پسند آئی ہے جب سے شکل اُس زہرہ شمائل کی
ہوئی حالت خراب اسوقت سے ہمدم مرے دل کی

تم ہی پر بس نظر پڑتی ہے سب کی بزم خوباں میں
خدا رکھے تمہارے دم سے ہی رونق ہے محفل کی

گلے ملتے ہیں پھولوں سے نہیں کچھ خوف کانٹوں کا
یہ شوق وصل میں جانبازیاں دیکھو عنادل کی

ستا زیادہ نہ ظالم دردمندان محبت کو
کہ پر تاثیر ہوتی ہے دعا مظلوم کے دل کی

مجھے اے جذب الفت دعا تک تو ہی پہنچا دے
بھٹکتا پھر رہا ہوں راہ میں بھولا ہوں منزل کی

خدنگ ناز کے آتے ہی دل چھلنی ہوگیا سب میں
گئے دل لگے رخصت ہو رہی ہیں حسرتیں دل کی

مجھے ڈر ہے کہیں اب فتنہ محشر نہ برپا ہو
نظر بدلی ہوئی ہے آج اس سفاک قاتل کی

کلام غیر طرح

پر کترنے کو لگی ہیں قینچیاں دیوار پر

جناب منشی ظہور الحسن خاں صاحب اظہر شاگرد جناب پرباد مرادآبادی

ہنس کے کہتا ہے دہانِ زخم تن ہر وار پر
لاکھ سر صدقے کروں قاتل تری تلوار پر

جب کہا فقروں میں رکھتے ہو تو یوں ہنسکر کہا
یہ وہ فقرے ہیں کہ چلتے ہیں ہر اک ہشیار پر

روز ہے کیسا تمہیں یہ شکوۂ دردِ جگر
ہو گئے ہو تم بھی شیدا کیا کسی عیار پر

خرمنِ ہستی مری کیا برقِ غم نے پھونکدی
بجلیاں اک دن گرینگی خانۂ اغیار پر

باغباں یہ بھی شگوفہ خالی از علت نہیں
رکھ دیئے ہیں آج منہ سارے گلوں نے خار پر

غیر کا کہنا کبھی ٹلتا نہیں ٹلتا نہیں
میں کہوں گر کچھ تو آمادہ ہوں وہ تکرار پر

مجھ کو فردائے قیامت پر بھی ٹالو غم نہیں
زیست ہے میری تمہارے روز کے اقرار پر

میری چاہت نے اُسے مشہورِ عالم کر دیا
اشتہارِ عشق چسپاں ہیں در و دیوار پر

دیکھئے ہنگامِ کشتن کیا نئے سامان ہیں
تیر پر ہے تیر اور تلوار ہے تلوار پر

حشر اُٹھتا ہے وہ جب جاتا ہے بزمِ غیر میں
فتنے ہوتے ہیں تصدق یار کی رفتار پر

ایک دو باتیں بنا کر اُس کو راضی کر لیا
خوب چکمہ چلگیا اظہر بت عیار پر

جناب مولوی غفور بخش صاحب شیدا ہیڈ ماسٹر مدرسہ انجمن ہدایۃ الاسلام اٹاوہ

ملے جھک کر اگر یہ تیغ قاتل کی تمنا ہے
تو بسم اللہ کیا کہنا یہی دل کی تمنا ہے

گلے اُس سے ملے یہ تیغِ قاتل کی تمنا ہے
کرے وہ جان کو قرباں یہ بسمل کی تمنا ہے

کیا ہے قید اے صیاد ظالم موسمِ گل میں
ملائی خاک میں تونے عنادل کی تمنا ہے

لگا وہ ہاتھ اے قاتل کہ دل کا حوصلہ نکلے
اس اوچھے وار سے بیچین بسمل کی تمنا ہے

ہی [illegible] ہوئیں
نہ آنکھوں [illegible] دیدار قاتل کی تمنا ہے

جناب خضر سے بھی ملتفت اصلا نہیں ہوتا
نہیں معلوم کیا گم کردہ منزل کی تمنا ہے

نہیں کرتا توجہ کوئی بیچاری کے رونے پر
کوئی پرساں نہیں کیا شمع محفل کی تمنا ہے

بنے تو شمع محفل اہل محفل تیرے پروانے
یہی سب اہل محفل اور محفل کی تمنا ہے

نہ آنکھوں سے نہاں ہو تم نہ پہلو سے جدا ہو تم
یہی آنکھوں کی خواہش ہے یہی دل کی تمنا ہے

نہ آئے آبرو پر حرف یہ ہے عقل کی خواہش
ذلیل و خوار ہو یہ عشق کامل کی تمنا ہے

وہ کہتا ہے گلا خود کاٹ لو اور نام ہو میرا
زمانہ سے نرالی میرے قاتل کی تمنا ہے

دم آخر ہو اس کا نام لب پر دل میں یاد اسکی
یہی ہے آرزو دل کی یہی دل کی تمنا ہے

نہیں خواہش بلائے وہ مجھے ارمان وہ خود آئیں
نہ جائے بات جذب دل مقابل کی تمنا ہے

سمجھ لو سوچ لو تم دل میں مطلب اپنے شیدا کا
تجاہل سے نہ پوچھو کیا ترے دل کی تمنا ہے

عالیجناب پرنس نوشیرواں جاہ بہادر عادل از کلکتہ

نہیں یہ خاک پائے قاتل بے پیر چٹکی میں
چلے ہم لے کے کوچہ سے تری اکسیر چٹکی میں

اٹھائی جب مصور نے تری تصویر چٹکی میں
مثال شمع پیدا ہو گئی تنویر چٹکی میں

مسل ڈالے ہیں تو نے سیکڑوں دل آن واحد میں
کہاں سے آئی یہ طاقت بت بے پیر چٹکی میں

قیامت کی کشش ہے اے پری گفتار میں تیری
مقابل جو ہوا اس کو کیا تسخیر چٹکی میں

لگی اک آگ سینہ میں پھنکا دل رشک کے مارے
چلا مانی لیے جب یار کی تصویر چٹکی میں

عروج آہ سے میری ہوئے ہیں اسقدر خائف
ملک تھامے ہوئے ہیں عرش کی زنجیر چٹکی میں

افاقہ غش سے ہوتے ہی ہوئی پیغمبری حاصل
پھری کیا حضرت موسیٰ کی بھی تقدیر چٹکی میں

توجہ گر ذرا بھی ہو تجھے اے غیرت عیسیٰ
مری صحت کی ہو جائے ابھی تدبیر چٹکی میں

قیامت کی ادا سے آئے ہیں وہ قتل عادل کو
کماں ہے دوش پر ترکش کمر میں تیر چٹکی میں

جناب منشی [illegible]

خامشی آٹھ پھر کیوں یہ رہا کرتی ہے — کس لئے آپ نے بیساختہ پن چھوڑ دیا

ہائے کس وقت وہ آئے ہیں عیادت کیلئے — جب مری روح نے گھبرا کے بدن چھوڑ دیا

پھر تو آرام سے سونا مجھے حاصل ہوگا — ہیں نے گر عشقِ بتِ سیم بدن چھوڑ دیا

خاک تھا خاک میں ملجئے نہ ہوتا کیوں خاک — جسمِ لاغر نے پسِ مرگ کفن چھوڑ دیا

اب نہ وہ مجھ پہ کرم ہے نہ عنایت کی نگاہ — دفعتًا تو نے تو اے عہد شکن چھوڑ دیا

تجھ کو چھوڑینگے سلامت نہ کبھی نالۂ دل — گر مری آہ نے اے چرخِ کہن چھوڑ دیا

اے رفیق آتے نہ ہرگز کبھی راولپنڈی — ہم نے بے مہریِ گردوں سے وطن چھوڑ دیا

جناب منشی ممتاز حسین صاحب ممتاز شاہجہانپوری مقیم پونہ از بزم سخن راولپنڈی

صرف اپنے دل بیتاب کے بہلانے کو — جاتا ہوں کوچۂ قاتل کی ہوا کھانے کو

شہر میں چین نہیں ملتا ہے دیوانے کو — جاکے آباد کرے گا کسی ویرانے کو

رخت ہستی نہ کرے چاک کہیں وحشت میں — رشتۂ زلف سے کس دیجئے دیوانے کو

رشتۂ زلفِ مسلسل میں تو جکڑا ہے مجھے — کس لئے آئے ہیں پھر بیڑ[illegible] پہنا[illegible]

ہے بقا راہِ محبت میں فنا ہو جانا — زندگی کہتے ہیں اس طرح سے مرجانے کو

شمع کی آتش الفت نے جلا کر کیا خاک — ایک لمحہ بھی نہ جینے دیا پروانے کو

غمگسار اور تو کوئی بھی نہیں فرقت میں — یا درد تیرا دل میرا بہلانے کو

میری جان آپ کو اللہ سلامت [illegible] — مرنے دو اُن کو جو ہیں آپ پہ مرجانے کو

دوش پر بارِ بہار [illegible] ا پھرتا ہے — خاک میں مل کے ملا اوج یہ دیوانے کو

رونے کے رنج والم سے مرا قصہ ہو پاک — جلد آجائے جو کہتی ہے قضا آنے کو

وصل کی شب مری ممتاز خوشی سے گزری — اب کوئی دم میں ہے فرقت کی بلا آنے کو

[illegible] تو شکوۂ بتاں کیوں ہو
جو الفت ہو [illegible] جہاں کیوں

سبب اس کا نہیں کھلتا ہوئی ہے کیا خطا مجھ سے
بتاؤ تو سہی ناراض مجھ سے میری جاں کیوں ہو

مجھے محفل میں اپنی دیکھ کر بولے تجاہل سے
تمہارا کام کیا ہے آج تم بیٹھے یہاں کیوں ہو

ادھر ہم سخت جاں ہیں اور اُدھر مانع نزاکت ہے
رگِ گردن پہ میری خنجرِ قاتل رواں کیوں ہو

کوئی دم بھی نہ بیتابی ہمیں جب چین لینے دے
تو پھر اپنا یہ رازِ عاشقی برکت نہاں کیوں ہو

جناب قاضی محمد ظہیر الدین صاحب ظہیرؔ میرٹھی تلمیذ جناب اثرؔ و مضطرؔ

جو الفت ہے تو پھر اندیشۂ سود و زیاں کیوں ہو
جو پہلو دل سے خالی ہو تو پھر قالب میں جاں کیوں ہو

کھنچے ہو کس لئے آزردہ مجھ سے میری جاں کیوں ہو
گلے لگ جاؤ، بس جانے دو آخر بدگماں کیوں ہو

نظر سے چھپ کے تم دل میں رہا کرتے ہو بے پردہ
جو تم پردہ نہیں کرتے تو پردہ درمیاں کیوں ہو

بنایا گر نہ تم نے میرے خط کو نقشِ رسوائی
تو بتلاؤ یہ رازِ آخر جہاں میں پھر عیاں کیوں ہو

مکرر سن رہے ہو اور پھر نفرت بھی کرتے ہو
بری ہے داستاں میری تو محوِ داستاں کیوں ہو

تھکے بازو تو جھنجلا کر اٹھے اور پھینک کر خنجر
وہ کہتے ہیں کہ توبہ کوئی اتنا سخت جاں کیوں ہو

مزا اس دید بازی کا ہے جو ہو ظاہر اور باطن
تصور میں عیاں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو

تصور میں جو اُن سے خواہشِ دل کو کیا ظاہر
تو فرمایا تصور بھی ہمارا رازداں کیوں ہو

ظہیرؔ اچھی غزل لکھی عدیم الفرصتی میں یہ
ہیں کافی شعر اب تم مائلِ طولِ بیاں کیوں ہو

جناب محمد عابد علی صاحب عابدؔ تلمیذ حضرت تحیرؔ از بزم سخن راولپنڈی

اسیرِ حلقۂ گیسو جہاں میں شادماں کیوں ہو
خدا جب عیش دے تو آنکھ سے آنسو رواں کیوں ہو

ستم کا ایسی بھولی بھولی صورت پر گماں کیوں ہو
کوئی کیونکر کہے بیدادگر جانِ جہاں کیوں ہو

اٹھے شمشیر کیوں مقتل میں میرا امتحاں کیوں ہو
جو خود نازک ہو اٹھ سکے ہاتھ سے خنجر رواں کیوں ہو

نرالے آپ کے عادت ہیں انوکھے ناز تم نکے ہیں
وہی ایسے نہوں تو روز خونِ عاشقاں کیوں ہو

[illegible]

[illegible]

ہماری طرح سے یہ غمزدہ تم کو بھی کر دیگا
ہمارا دل اُڑا کر دل ہی دل میں شادماں کیوں ہو

نہو گی مے تو چشمِ مستِ ساقی مست کر دیگی
کوئی مے کے لئے منت کشِ پیرِ مغاں کیوں نہ ہو

زمانہ جانتا ہے بت ہوا کرتے ہیں پتھر کے
کوئی آگاہ ہو کر مائلِ حسنِ بتاں کیوں ہو

ملے دم بھر میں پیدا ہو کے طفلِ اشک مٹی میں
جوانی جس کی قسمت میں نہو پھر وہ جواں کیوں ہو

یہ باتیں پیار کی کرتے ہو کیوں میدانِ محشر میں
مجھے اس بات کی حیرت ہے ایسے مہرباں کیوں ہو

جو اُن کو مہرباں پا کر کہا دیدار کب ہو گا
کہا ناداں ہوا ہے عرصۂ محشر یہاں کیوں ہو

فلک ظالم پُرانا اور تم ہو نازنیں کم سن
مگر جور و جفا میں ہم خیالِ آسماں کیوں ہو

ہوئے ہیں جتنے صدمے ہجر میں سب بھول جاؤنگا
اگر وہ مجھ سے اتنا پوچھ لینگے ناتواں کیوں ہو

جنابِ ہجر سے فخرِ تلمذ مجھ کو حاصل ہے
جُدا اُس رنگ سے عابد مرا طرزِ بیاں کیوں ہو

جناب بابو عبدالرشید صاحب برگ پشاوری ادیب بزمِ سخن صدر راولپنڈی

ترے دل میں کہاں سے آگئی تاثیر پتھر کی
دہن نازک، زباں نازک مگر تقریر پتھر کی

خدا کا گھر بنانا ہے بتوں کو دل میں رکھتا ہوں
یہ سنتا ہوں کہ پختہ ہوتی ہے تعمیر پتھر کی

بتو! دو ہی جگہ ہیں ایک کعبہ ایک میرا دل
جہاں پر حد سے بڑھ کر ہوتی ہے توقیر پتھر کی

ہمارے صاف دل میں جم گیا نقشہ کسی بت کا
اُتر آئی ہے آئینہ میں یہ تصویر پتھر کی

مرے مرقد پہ آئے اور چوما سنگِ تربت کو
زہے قسمت زہے طالع زہے تقدیر پتھر کی

بہت کی جبہ سائی پر مٹا لکھا نہ قسمت کا
میری تحریرِ پیشانی بھی ہے تحریر پتھر کی

نصیبوں میں ہمارے برگ بس پتھر ہی پتھر ہیں
ملی ہے آج دیکھو طرح بھی بے پیر پتھر کی

شریعت و طریقت

جناب قاضی محمود الحسن صاحب محمود اسرائیلی کوئٹہ

ہو کے آزردہ شریعت نے طریقت سے کہا — تجھ سے تھی گرمیٔ ہنگامۂ بازارِ شہود
موجبِ فخر تھی میرے لئے ہستی تیری — مایۂ ناز تھا مذہب کے لئے تیرا وجود
شاخِ پُر گل کی طرح خامۂ گلریز مرا — تیرے ہی ذوق سے اک عمر رہا سر بسجود
ظلمتِ جہل کو تنویر "ترا تارِ نفس" — بہرِ مکنوں کو ترا نقشِ قدم "بابِ کشود"
مرے انجام میں آغاز چھلکتا تھا ترا — یعنی تھی غازۂ رخسار مرا تیری نمود
کیوں ترے طرزِ تغافل کی نہ ہوں شکوہ گذار — کہ ہوا جاتا ہے وہ رشتۂ الفت مفقود
طالبِ "مزد" نہ تھی ہمتِ عالی تیری — صرف مقصودِ حقیقی ہی تھا تیرا مقصود
نکہتِ غنچۂ توحید کی آتی تھی مہک — تیری محفل میں کہاں تھا اثرِ عنبر و عود
اب نہ وہ کرخی و جیلانی و شبلی و جنید — اب نہ ادہم کوئی باقی نہ نظامی موجود
اب نہ وہ بزم نہ وہ شمعِ شبستاں باقی — نہ وہ ساقی نہ وہ ساغر نہ وہ دورِ مسعود
ہمتیں پست ہوئیں تیرے طلبگاروں کی — ہو گیا ذوقِ عمل صورتِ عنقا مفقود
رنگ دکھلانے لگی نفس پرستی کی ہوس — طبعِ آزاد ہوئی مائلِ اوہامِ ہنود
آہ جس دین نے انسان کو آزاد کیا — آہ اِس دین میں آتی ہیں نظر آج قیود
آہ جس دین نے دی خلق کو باطل سے نجات — آہ جس دین نے کیں شرک کی راہیں مسدود
ڈالی اس دین میں اصنام پرستی کی بنا — آہ اس دین میں پجنے لگے لاکھوں معبود!!

* * *

گوشِ عبرت سے اسے سن کے طریقت آخر — آبِ گفتار سے دھونے لگی یوں داغِ جمود

[illegible] کون کہتا ہے کہ تقلید ہے تیری بیہود

ہم نے قصرِ درالیقان کو کیا مستحکم ۔۔۔ سقف دیں کے لئے قوت مری ہے شکل عمود

استفادہ جو کریں بحرِ کرم سے میرے ۔۔۔ گوہراندوز ہوں اب بھی وہ مثال محمود

طالب لعل و گہر نیست وگرنہ خورشید

ہمچناں در عمل معدن و کان است کہ بود

تصویرِ خیال یعنی تواریخ احسن

محمدی ۱۳ ۴۷ ۳۶ ۱۳ھ

ہمارے نزدیک شاعر کے واسطے کامل تاریخ گو ہونا ضروری نہیں۔ مگر وہ بھی کیا شاعر جو اتنا بھی موزوں کے حروف اور اُن کے اعداد مقررہ تک سے واقف نہو۔

شعرا کو اکثر تاریخ ولادت، وفات تعمیرِ مسجد و بنائے چاہ وغیرہ اور تاریخی نام نکالنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے اہل سخن ہو کر جو اتنا کام بھی انجام نہ دے سکے اُس کو بجائے شاعر کے تنک بند کہنا کچھ بیجا نہو گا۔

درحقیقت فن تاریخ بمصداق "تاریخ بر نیاید تاریخ بر نیاید" نہایت مشکل فن ہے اِسکے جمیع صنائع و بدائع پر کما حقہ عبور حاصل کرنا معمولی کام نہیں "شبہا خونِ جگر کردن، کوہ کندن و کاہ برآوردن" کا مضمون پیش آتا ہے۔

اس میدان میں قدم رکھنا بڑی من چلی اور ذہین طبیعت والوں کا کام ہے سلف کے ذی کمال مورخوں نے وہ نمایاں کارنامے دکھائے ہیں کہ آج دنیا ئے شاعری میں جسکی نظیر نہیں ملتی تاہم اس آخری دور کے ان جگر پاروں میں جو ہمارے شہر کے یکتا تاریخ گو اور مشہور شاعر جناب مولوی مرزا محمد طاہر بیگ صاحب طاہر کی خوبیٔ ذہن کا نتیجہ ہیں کچھ کچھ جھلک مارتی ہے باوجود قید تاریخ فصاحت اور زبان کا رنگ ٹپک رہا ہے۔ ذیل کی غزل مرزا صاحب نے ہر طرح

جس سے تاریخ ہجری برآمد ہوتی ہے جس کا مشاعرہ ریاست بھوپال میں بزیر نگرانی عالیجناب
منشی محمد عبد القیوم صاحب نواب ومکرمی سید منور علی صاحب اختر ومخدومی منشی محمد عبد الحلیم
صاحب سہیل ۱۱۔اپریل ۱۹۳۸ء کو ہوگا تحریر فرمائی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ نکتہ رس ارباب سخن
ان جواہر افکار کی قدر کرتے ہوئے مرزا صاحب کی دماغ سوزی اور جگر کاوی کی داد دینگے (ایڈیٹر)

مدہوش پی کے اب تری میخوار ہو گئے — جام مئے نشاط سے سرشار ہو گئے
۱۸ ۱۹ ۶ — ۳۶ ۱۳ ھ

مانگا تھا دل کو بر سر پیکار ہو گئے — اتنی سی بات کہہ کے گنہگار ہو گئے
۲۴ ۱۳ بنگلہ — ۳۶ ۱۳ ھ

دل کے عوض ہمیں جو کئی گالیاں ملیں — ان سی سوال کر کے خطاوار ہو گئے
۳۶ ۱۳ ھ — ۳۶ ۱۳ ھ

بگڑا کسی کا کیا گل رعنا کے عشق میں — رسوا ہیں آج ہائے ہمیں خوار ہو گئے
۳۶ ۱۳ ھ — ۲۵ ۱۳ فصلی

ذکر رقیب بھی کوئی گالی تھی کیا کہیں — ایک بات تھی وہ در پئے آزار ہو گئے
۲۴ ۱۳ بنگلہ منقوطہ — ۳۶ ۱۳ منقوطہ

جو ہر مرا ہے دل ہی کہ بازار عشق میں — جملہ حسین دل کے خریدار ہو گئے
۲۵ ۱۳ فصلی — ۳۶ ۱۳ ھ

محفل سے اپنی تم نہ اٹھاؤ اجی ہمیں — اک شوق ہے جو حاضر دربار ہو گئے
۲۴ ۱۳ بنگلہ — ۱۸ ۱۹ ۶

اے دل کرم کی کس سے توقع کرے کوئی — ناشاد اب تو یار بھی عیار ہو گئے
۲۷ ۱۳ الہٰی فصلی — ۲۵ ۱۳ فصلی

لو آج کل سے اور پریشاں ہیں شیخ جی — وہ کیا اسیر گیسوئے خمدار ہو گئے
۱۸ ۱۹ ۶ — ۲۵ ۱۳ فصلی

جو آ گئے زباں پہ مضامیں ہی لے اڑے — بے شبہ دلپذیر وہ اشعار ہو گئے
۲۴ ۱۳ بنگلہ — ۳۶ ۱۳ ھ منقوطہ

طاہر کو اب خدا نے مورخ بنا دیا — یہ مشغلہ عجب ہے کہ بیکار ہو گئے

یہ امر مسلمہ ہے کہ دشوار ترین صنائع و بدائع تاریخ میں صنعت زبر و بینات ہو مورخ اِس صنعت میں تاریخ لکھنا باعث فخر و کمال سمجھتے ہیں۔ ہماری نظر سے چند تاریخیں اس صنعت میں گذریں مگر نہایت پیچیدہ اور بلیغ جن کے سمجھنے میں وقت واقع ہوتی ہے اس صنعت میں اردو تاریخ لکھنا مشکل اور نہایت مشکل ہو اس میدان کو ہمارے مکرم محترم جناب مرزا احمد شاہ بیگ صاحب جوہر مراد آبادی نے طے کیا ہے اور اپنے استاد مورخ لاثانی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی مرحوم کی وفات کی دو قابل قدر تاریخیں لکھی ہیں۔ بعد حضرت جوہر کے مرزا طاہر بیگ صاحب ذہنی پر زور طبع کی جولانی دکھائی ہو اور اپنے اُستاد حضرت مولانا مولوی سید فرید احمد صاحب وفا خلد آشیاں کی وفات حسرت آیات میں تقریباً پینتیس ۳۵ تاریخیں لکھی ہیں اس نمبر میں ہم صرف اُن دو تاریخوں میں سے ایک تاریخ جو آپ نے زبر و بنیات میں نکالی ہو اپنے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ باوجود صعب ترین دشواریوں کے تاریخ کی صفائی محتاج بیان نہیں۔ مگر افسوس ہو کہ زمانہ کی کایا پلٹ ہوگئی دنیا سے قدر دانی اُٹھ گئی۔

طریقۂ استخراج یہ ہو کہ مادہ تاریخ کے اسمائے حروف کو لفظی صورت مثلاً (الف با جیم) کی صورت میں لکھنے سے ہر اسم حروف کو زبر اور ما بقی کی بینات کہتے ہیں

اس صنعت میں اعداد ہر اسمائے حروف یعنی زبر سے علیحدہ تاریخ نکلتی ہو اور ما بقی یعنی بنیات سے علیحدہ جیسا کہ تاریخ ذیل کی تشریح سے معلوم ہوگا۔

سید فرید احمد کیا اُٹھے اِس جہان سے ملک سخن کا گویا اک بادشاہ اُٹھا
لکھ زبر و بینہ میں طاہر یہ سال رحلت سچا وفا سا شاعر دنیا سے آہ اُٹھا
۱۳۳۱ھ زبر ۱۳۳۱ھ بینات

نوٹ

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴
س	ج	ا	و	ف	ا	س	ا	ش	ا	ع	ر	د	ن	ی	ا	س	ی	ا	ہ	ا	ٹ	ہ	ا
۶۰	۳	۱	۶	۸۰	۱	۶۰	۱	۳۰۰	۱	۷۰	۲۰۰	۴	۵۰	۱۰	۱	۶۰	۱۰	۱	۵	۱	۴۰۰	۵	۱

۱۳۳۱ھ زبر

مابقی حصۂ بینات کے اعداد کو جمع کیا

ین	یم	لف	او	ا	لف	ین	لف	ین	لف	ین	ا	ال	دن	ا	لف	ین	ا	لف	ا	لف	ا	ا	لف
۶۰	۵۰	۱۱۰	۷	۱	۱۱۰	۶۰	۱۱۰	۶۰	۱۱۰	۶۰	۱	۳۱	۵۶	۱	۱۱۰	۶۰	۱	۱۱۰	۱	۱۱۰	۱	۱	۱۱۰

۱۳۳۱ھ بینات

نوٹ:۔ حضرت مولانا دفا خلد آشیاں سنہ ۱۳۳۱ھ میں رہ گرائے جنت الفردوس ہوئے ہیں۔

مرزا صاحب کا رنگ خصوصی

ہم اور شوقِ دید میں بیمار ہو گئے — جس دن سے بند روزنِ دیوار ہو گئے

نام خدا جوان ہو دن ہیں بہار کے — جوبن نکھر رہا ہے طرحدار ہو گئے

عشق عدو نے آپ کو مجھ سا بنا دیا — اتنی سزا ملی کہ وفادار ہو گئے

سوزِ الم سے لقمۂ غم ہیں دل و جگر — جل بھن کے یہ کباب مزیدار ہو گئے

ہر دم نئی خلش ہے جگر میں نئی کھٹک — گلہائے زخم دل کے لئے خار ہو گئے

تصویرِ یار ساتھ عدو کے غضب کھنچی — دشمن تھے پہلے دو مگر اب چار ہو گئے

وزنی ہمارا شوق رہا قتل گاہ میں — سر نذر تیغ کر کے سبکبار ہو گئے

نالے کئے جو ہجر کی شب دم نکل گیا — ہم سو رہے وہ خواب سے بیدار ہو گئے

دکھلائی آبِ تیغ نے بحرِ فنا کی راہ — اچھا ملا یہ گھاٹ کہ ہم پار ہو گئے

گر آنکھ تھی تو دیکھتے موسیٰ جمالِ حسن — یہ کیا کہ محو عکس رخِ یار ہو گئے

اس دورِ آخری میں تو ہم خوار ہو گئے | نذرِ بلائے نکبت و ادبار ہو گئے
کاہل وجودیوں نے تہی دست کر دیا | حالت سے خود عیاں ہے کہ نادار ہو گئے

جس دن سے پاؤں رکھا ہے دنیائے عشق میں | حرماں نصیب تودۂ افکار ہو گئے
اب ہم سے کام عشق کے دفتر میں ہو چکا | انجام کار یہ ہے کہ بیکار ہو گئے

دل میں کچھ ایسا جوشِ تعلق ہے موج زن | جذبات حشر خیز نمودار ہو گئے
ثابت قدم ہیں راہِ طلب میں ہمارے پاؤں | ایسے جمے کہ نقطۂ پرکار ہو گئے
زخموں کا رنگ سب اپنے نمکداں سے پوچھئے | وہ کیا گلہ کریں گے نمکخوار ہو گئے

قیدِ جفا میں آہ اسیرانِ باوفا
مجبور اس قدر ہیں کہ لاچار ہو گئے

جناب خورشید محمد خاں صاحب خورشید رامپوری

جب وفورِ سوز سے منہ کو کلیجہ آ گیا | جوشِ گریہ آنکھ سے اشکوں کا مینہہ برسا گیا
آشیاں کی یاد نے تنکے مجھے چنوا دیے | کوئی تنکا اڑ کے جب میرے قفس تک آ گیا
شامِ فرقت کا نمونہ بن گئی صبحِ وصال | روشنی ہوتے ہی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا
سامنا اُس تند خو کا تھا قضا کا سامنا | مردنی چھائی، بدن کانپا، پسینہ آ گیا
اشکباری سے بڑھی دل کی مرے افسردگی | مینہہ برسنے سے یہ غنچہ اور بھی کمہلا گیا
حضرتِ ناصح کوئی قصہ کہو جو دل لگے | اِس فضیحت کو تو سنتے سنتے جی اُکتا گیا
مٹ گیا لطفِ سخن۔ برہم ہوئی بزمِ کلام | داغ کے ہمراہ فنِ شعر کا چرچا گیا

ہماری سجدہ گہ غیروں کا سنگِ آستاں کیوں ہو | ترا دیوانہ ہو کر خواہشِ باغِ جناں کیوں ہو
ہر اک صنعت بتاتی ہے کہ صانع ہے کوئی اس کا | دلیلِ ذاتِ واجب پھر نہ یہ کون و مکاں کیوں ہو
وہ گلزارِ تمنا جس کو خود قدرت نے سینچا ہو | ہوائے ناموافق سے وہ پامالِ خزاں کیوں ہو
بیانِ قربِ شہ رگ سے فقط تنبیہ مقصد ہے | وگرنہ نورِ ذاتِ پاک پابندِ مکاں کیوں ہو
زمانہ کیوں نہ ہو اختر حبیبِ حق کا شیدائی | خدا چاہے جسے پھر وہ نہ محبوبِ جہاں کیوں ہو

آہ! جاڑے کی وہ لمبی راتیں جو نقرس، عرق النسا، وجع مفاصل والوں کے لئے قیامت کی راتیں ہوکر گذرتی ہیں۔ درد کے حملے تین بجے دن سے شروع ہوکر اگلے دن قبل دوپہر تک غضب کی شدت سے جاری رہتے ہیں۔ موسم کی شدت بڑے بڑے کارگر لیپوں کی نہیں چلنے دیتی مریض کا گھر بھر انگیٹھی اور کوئلوں کے شغل میں رات دن گذارتا ہے۔ مگر درد کی موجیں ہیں کہ بلا کا طوفان دل و جگر پر برپا کرتی ہیں۔ اے اس مریض کے دکھیارو اس وقت کو غنیمت جانو آج کل مسامات کھلے ہوئے ہیں ہر طرح کی لیپ اور مالش خوب اثر کرنے کو ایسے موسم میں مہیا کرلو تو کل جاڑے بھر سکھ سے رہوگے۔

رستم ثانی

رستم میں کیا خصوصیت تھی کہ وہ رستم ہوا۔ ہار جیت تو قسمت کی ہے۔ اصلی چیز ہاتھ پاؤں رگ پٹھے اور جوڑ بند کی درستی ہے اکھاڑے میں لڑنے سے ضرور آفت آتی ہے کہیں پہنچا اتر گیا۔ ایڑی میں موچ آگئی پٹھا بھڑک گیا۔ دس بیس دن تک پلنگ پر سوار رہے اور پہلوانوں میں ہنسی اڑی۔ مزا اس بات کا ہے کہ شام کو تو جسم میں کوئی خرابی آئی رات پھر جس طرح رستم اپنی نوشدارو اور مُہرے کے استعمال سے چاق اور چوبند ہوجاتا تھا تم بھی یونہیں اگلے دن اکھاڑے میں اترنے کے لئے تیار ہوجاؤ۔ یہ ضم کے استعمال سے ہوسکتا ہے جو ہاتھ پاؤں کی خرابیوں کو رفع کرنے میں اس زمانہ کا مُہرہ رستم ہے مالش اور ترکیب استعمال (کا پرچہ شیشی) کے ہمراہ ہوتا ہے قیمت فی شیشی عہ تین شیشی سے

دلچسپ قابل دید کتابیں!

نعمتوں کا طلائی تھال

اس کتاب کے ذریعہ ہر شخص اور عورت جیسے دل چاہے ہر قسم کے عمدہ لذیذ کھانے اور مٹھائیاں مربے اچار چٹنیاں وغیرہ بنا سکتا ہے اور کسی حلوائی نان بائی کی خوشامد کی ضرورت نہیں ہے لاجواب کتاب دوبارہ چھپی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے ایک صد صفحے قیمت مجلد کتاب معہ محصول ۱۱ر ہے جلدی کرو ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا

زچہ و بچہ ۲

عورتوں اور بچوں کی تمام اندرونی و بیرونی بیماریوں کی تشریح معہ تصاویر علاج یونانی و ڈاکٹری حمل کے متعلق عجیب و غریب صدہا مخفی ٹوٹکے اور فقیری چٹکلے جن پر صرف کوڑیاں صرف ہوں اور اشرفی کا کام دیں دائیوں کی رہبری کا بہترین ذریعہ ہے قیمت [illegible]

طبیب خلوت ۳

نوجوانوں کی بیماریاں۔ نامردی، جریان، سوزاک، آتشک، بواسیر گٹھیا وغیرہ کی تشریح اور انکا علاج ویدک، یونانی، ڈاکٹری تینوں طریق پر بتلایا ہے کئی سو عجیب نسخے طلاء و کشتہ جات ایسے درج ہیں جو صرف چند پیسوں میں طیار کرو اور ثواب حاصل کرو۔ قیمت ایک روپیہ تین آنے (۱۳؍) ہے۔

انگلش ٹیچر

بلا مدد استاد انگریزی پڑھنا لکھنا بولنا سکھانیوالی کتاب گھر بیٹھے معمولی لیاقت حاصل کرلو اس میں ہر محکمہ کے کئی ہزار الفاظ بول چال کے فقرے اور ہزار ہا محاورے چٹھی وغیرہ لکھنے کی قواعد لفظوں کی گردان ہر موقع کے متعلق گفتگو کے فقرے تیسری بار چھپی ہے قیمت [illegible]

خزانہ کرامات

یہ کتاب مشہور گسائیں سوامی دیال جی ایس وائی مسمرائزر کی تصنیف کردہ ہے اس میں علم تصوف اور مسمریزم کے متعلق نہایت مفصل بحث ہے جو لوگ علم الٰہی کا شوق رکھتے ہیں یا اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو ضرور یہ کتاب مطالعہ کرنی چاہیئے پبلک کی قدر دانی کی وجہ سے چھٹی مرتبہ چھپی ہے۔ باتصویر ہے حجم دو صد صفحے قیمت مجلد ایک روپیہ پانچ آنے (۱۵؍) ہے۔

رہنمائے تجارت

یہ ایک سہ ماہی چھپنے والا رسالہ ہے جو ہر خاص و عام کو مفت ملتا ہے فوراً ایک پیسہ کا کارڈ بھیج کر مفت طلب کرو۔

رہنمائے باغبان

باغ باغیچہ لگانے والوں کو مژدہ۔ اس میں ہر قسم کی ترکاریوں میوہ دار درختوں اور ہر قسم کی پھلواری پیدا کرنے کے طریقے بونے کا موسم اور بہت سی مفید باتیں درج ہیں تاکہ ہر شخص باغبانی کے عام اصول اور بھیدوں سے مستفید ہو سکے اور باغبان کی خوشامد سے بچے۔ حجم ۲۰۰ صفحے قیمت مجلد معہ محصول گیارہ آنے۔ (۱۱ر)

زینت التجارت

دولت پیدا کرنا انسانی فرض ہے اور دولت بغیر تجارت کے پیدا ہونی مشکل ہے نوجوانان ملک کو تجارت کی باقاعدہ تعلیم دینے کی غرض سے مذکورہ کتاب مرتب کی گئی ہے کہ کس طرح ایک مزدور کروڑپتی بن سکتا ہے۔ تجارت کے فوائد اور تجارت کی برکتیں۔ تجارت کے اصول۔ کامیابی کے راز تجارتی خط کتابت اور تجارتی حساب کتاب۔ لین دین، بہی کھاتہ۔ جملہ رجسٹروں کے متعلق نقشہ جات۔ حوصلہ بڑھانے والی نظم فن اشتہار بازی اور کلید تجارت۔ دکانداری کے اصول کہاں تک لکھیں۔ کتاب کیا ہے نئی معلومات کا خزانہ ہے۔

